مولا علی المرتضیٰؑ کی سبقتیں

مولا علی المرتضی علیہ السلام کی افضلیت کی وجہ ایک یہ بھی ہے کہ آپ علیہ السلام باقیوں سے سبقت لے جانے والوں میں سے ہیں، بلکہ آپ تو اول مسلمان اور رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اول نماز ادا کرنے والے ہیں، آپکی افضلیت کی وجوہات میں سبقت کی وجہ سے بھی شامل ہے۔

امام محمد بن عمرو البختری الرزازؒ (المتوفی 339ھ) فرماتے ہیں:

حدثنا محمد بن عمرو، قال: حدثنا محمد بن عبد الملك الدقيقي، قال: حدثنا يزيد بن هارون، قال: أخبرنا فطر، قال: سمعت أبا الطفيل يقول: قال بعض أصحاب النبي صلى الله عليه وسلم: لقد كان لعلي بن أبي طالب من السوابق ما لو أن سابقة منها بين الخلائق لوسعتهم خيرا

سیدنا ابو طفیل عامر بن واثلہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے بعض صحابہ کرام کہتے ہیں کہ سیدنا علی بن ابی طالبؑ کے پاس ایسی سبقتیں ہیں جن میں سے ایک سبقت بھی مخلوق کے درمیان تقسیم کی جائے تو وہ ان سب کی خیر کیلیے وسیع ہو جائے۔

(مجموع فيه مصنفات إبي جعفر ابن البختری: صفحہ 197 رقم 166، وسندہ صحیح)

اسی روایت کو اپنی صحیح سند سے امام ابن عساکرؒ الشافعی (المتوفی 571ھ) بھی امام محمد بن عمرو البختریؒ کی سند سے نقل کرتے ہیں:

أخبرنا أبو الحسن (علي بن المسلم) الفقيه الشافعي نا عبد العزيز إملاء أنا محمد بن محمد بن إبراهيم بن مخلد نا محمد بن عمرو بن البختري نا محمد بن عبد الملك الدقيقي نا يزيد بن هارون نا فطر قال سمعت أبا الطفيل يقول قال بعض أصحاب النبي (صلى الله عليه وسلم) لقد كان علي بن أبي طالب من السوابق ما لو أن سابقة منها بين الخلائق لوسعتهم خيرا

سیدنا ابو طفیل عامر بن واثلہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے بعض صحابہ کرام کہتے ہیں کہ سیدنا علی بن ابی طالبؑ کے پاس ایسی سبقتیں ہیں جن میں سے ایک سبقت بھی مخلوق کے درمیان تقسیم کی جائے تو وہ ان سب کی خیر کیلیے وسیع ہو جائے۔

(تاریخ دمشق لابن عساکر: جلد 42 صفحہ 418، وسندہ صحیح)

اس روایت کے راوی:

☆ ابو الحسن علی بن مسلم الفقیہ الشافعی: ثقہ ثبت

(تاریخ دمشق لابن عساکر: جلد 43 صفحہ 236 رقم 5091)

(طبقات الشافعیۃ الکبری للسبکی: جلد 7 صفحہ 235 رقم 933)

☆ عبد العزیز بن احمد الدمشقی: ثقہ

(سیر إعلام النبلاء - ط الرسالۃ: جلد 18 صفحہ 248 رقم 122)

(مختصر تاریخ دمشق: جلد 15 صفحہ 130)

☆ ابو الحسن محمد بن محمد بن ابراھیم بن مخلد: ثقہ صدوق

(الوافی بالوفیات: جلد 1 صفحہ 109)

یہاں پہ امام ابن عساکرؒ کی سند امام محمد بن عمرو البختریؒ سے جا کر مل جاتی ہے اور امام محمد بن عمروؒ آگے یہ سند بیان کرتے ہیں:

☆ ابو جعفر محمد بن عبد الملک الدقیقی: ثقہ صدوق

(الکمال فی إسماء الرجال: جلد 2 صفحہ 315 رقم 1063)

☆ یزید بن ہارون الواسطی: ثقہ ثبت امام

(تہذیب التہذیب: جلد 11 صفحہ 366 رقم 612)

آپ پہ تدلیس کا الزام بھی ہے، دیکھیے

(طبقات المدلسین لابن حجر: صفحہ 27 رقم 33)

مگر آپ تدلیس سے بری ہیں، شیخ زبیر علی زئیؒ طبقات المدلسین کی تحقیق میں آپکو تدلیس سے بری قرار دیتے ہیں۔

(الفتح المبین فی تحقیق طبقات المدلسین: صفحہ 39 رقم 33)

اسکے علاوہ بھی یہاں سماع کی تصریح موجود ہے۔

☆ فطر بن خلیفہ: ثقہ صدوق

(سیر إعلام النبلاء - ط الرسالۃ: جلد 7 صفحہ 30 رقم 14)

☆ ابو طفیل عامر بن واثلہ رضی اللہ عنہ: صحابی رسول ﷺ۔

(إسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ ط العلمیۃ: جلد 3 صفحہ 143 رقم 2747)

(تقریب التہذیب: صفحہ 288 رقم 3111)

مندرجہ بالا تحقیق سے یہ معلوم ہوا کہ یہ روایت صحیح ہے، اس سے مومن کو یہ معلوم ہو جاتا ہے کہ صحابہ کرام ﷺ کے نزدیک مولا علی المرتضیٰؑ کی سبقت باقی امت پہ کتنی زیادہ ہے۔ اللہ تعالی ہمیں اہل بیت سے محبت کرنے والا بنائے اور انکے دشمنان کے نفرت کرنے والا بنائے، آمین ثم آمین۔

تحریر و تحقیق: شہزاد احمد آرائیں۔

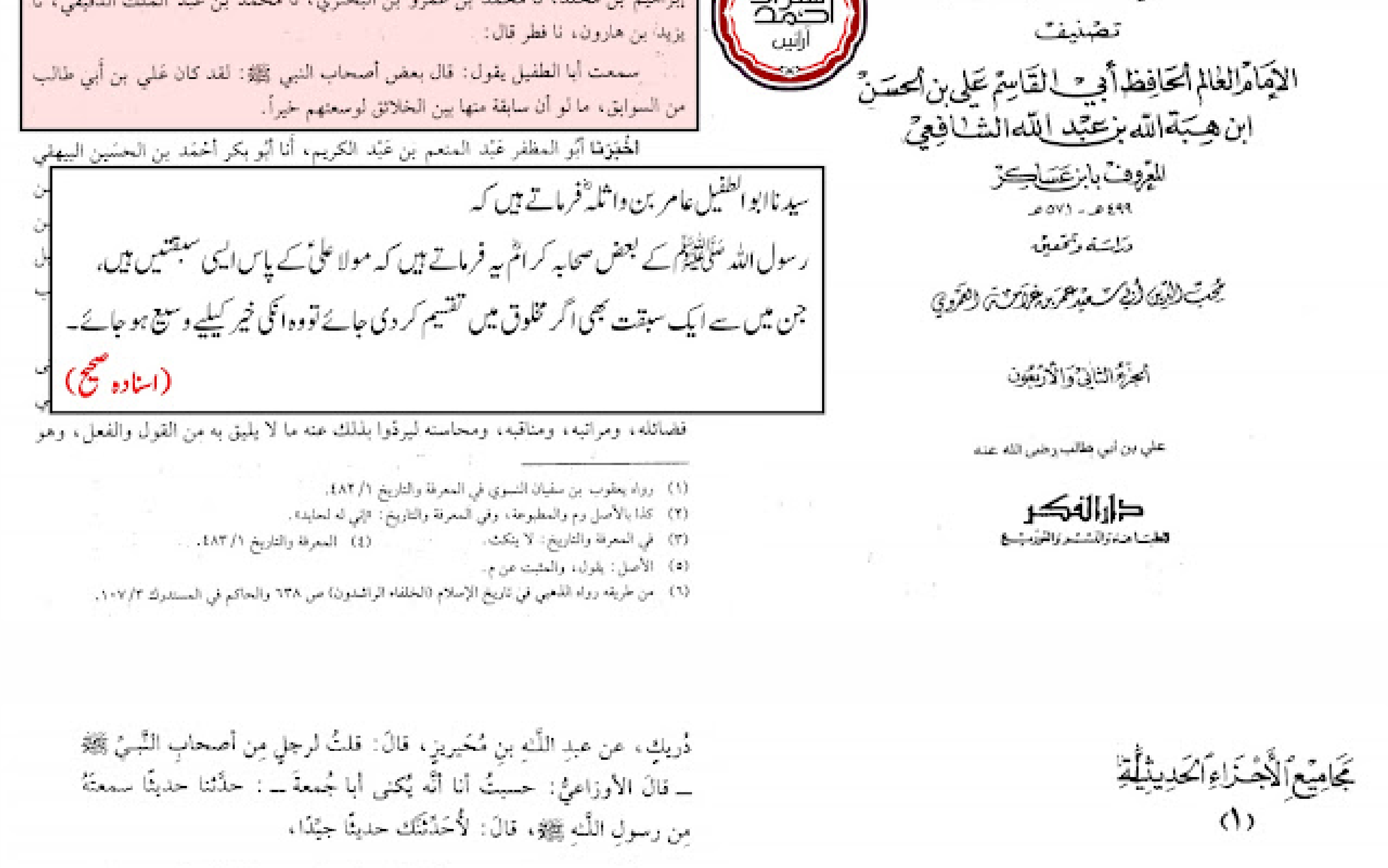

٤١٨ علي بن أبي طالب

أنا عبد الله بن جعفر، نا يعقوب بن سفيان (١)، نا أبو غسان، نا إسحاق بن سعيد، أخبرني أبي، عن عبد الله بن عياش بن أبي ربيعة. وكانت ابنته تحت واقد بن عبد الله بن عمر. فدخل عبد الله بن عياش على ابنته فقلت: يا أبا الحارث ألا تخبرني عن علي بن أبي طالب؟ قال: أما والله يا ابن أخي إني به لخابر (٢)، قلت: وتقول ذاك ما هو؟ قال: كان رجلاً تلعابة وكان إذا شاء أن يقطع له ضرس قاطع قطع، قلت: وضرسه ذاك ما هو؟ قال: قراءة القرآن، وعلم بالقضاء، وبأس وجود لا ينكس (٣).

قال (٤): ونا أبو غسان، نا عمر بن زياد، عن الأسود بن قيس، وقلت له: ما تلعابة؟ قال: فيه مضاحكة.

أخبرنا أبو الحسن الفقيه الشافعي، نا عبد العزيز - إملاء - أنا محمد بن محمد بن إبراهيم بن مخلد، نا محمد بن عمرو بن البختري، نا محمد بن عبد الملك الدقيقي، نا يزيد بن هارون، نا فطر قال:

سمعت أبا الطفيل يقول: قال بعض أصحاب النبي ﷺ: لقد كان علي بن أبي طالب من السوابق، ما لو أن سابقة منها بين الخلائق لوسعتهم خيراً.

أخبرنا أبو المظفر عبد المنعم بن عبد الكريم، أنا أبو بكر أحمد بن الحسين البيهقي

سیدنا ابو الطفیل عامر بن واثلہؓ فرماتے ہیں کہ
رسول اللہ ﷺ کے بعض صحابہ کرامؓ یہ فرماتے ہیں کہ مولا علیؑ کے پاس ایسی سبقتیں ہیں، جن میں سے ایک سبقت بھی اگر مخلوق میں تقسیم کر دی جائے تو وہ انکی خیر کیلیے وسیع ہو جائے۔
(اسنادہ صحیح)

فضائله، ومراتبه، ومناقبه، ومحاسنه ليرذوا بذلك عنه ما لا يليق به من القول والفعل، وهو

---

(١) رواه يعقوب بن سفيان النسوي في المعرفة والتاريخ ١/ ٤٨٢.
(٢) كذا بالأصل وم والمطبوعة، وفي المعرفة والتاريخ: إني له لعابد.
(٣) في المعرفة والتاريخ: لا ينكث. (٤) المعرفة والتاريخ ١/ ٤٨٣.
(٥) الأصل: يقول، والمثبت عن م.
(٦) من طريقه رواه الذهبي في تاريخ الإسلام (الخلفاء الراشدون) ص ٦٣٨ والحاكم في المستدرك ٣/ ١٠٧.

تاريخ
مدينة دمشق
وذكر فضلها وتسمية من حلها من الأماثل أو اجتاز بنواحيها من وارديها وأهلها
تصنيف
الإمام العالم الحافظ أبي القاسم علي بن الحسن
ابن هبة الله بن عبد الله الشافعي
المعروف بابن عساكر
٤٩٩هـ - ٥٧١هـ
دراسة وتحقيق
محب الدين أبي سعيد عمر بن غرامة العمروي
الجزء الثاني والأربعون
علي بن أبي طالب رضي الله عنه
دار الفكر
للطباعة والنشر والتوزيع

شہزاد احمد آرائیں

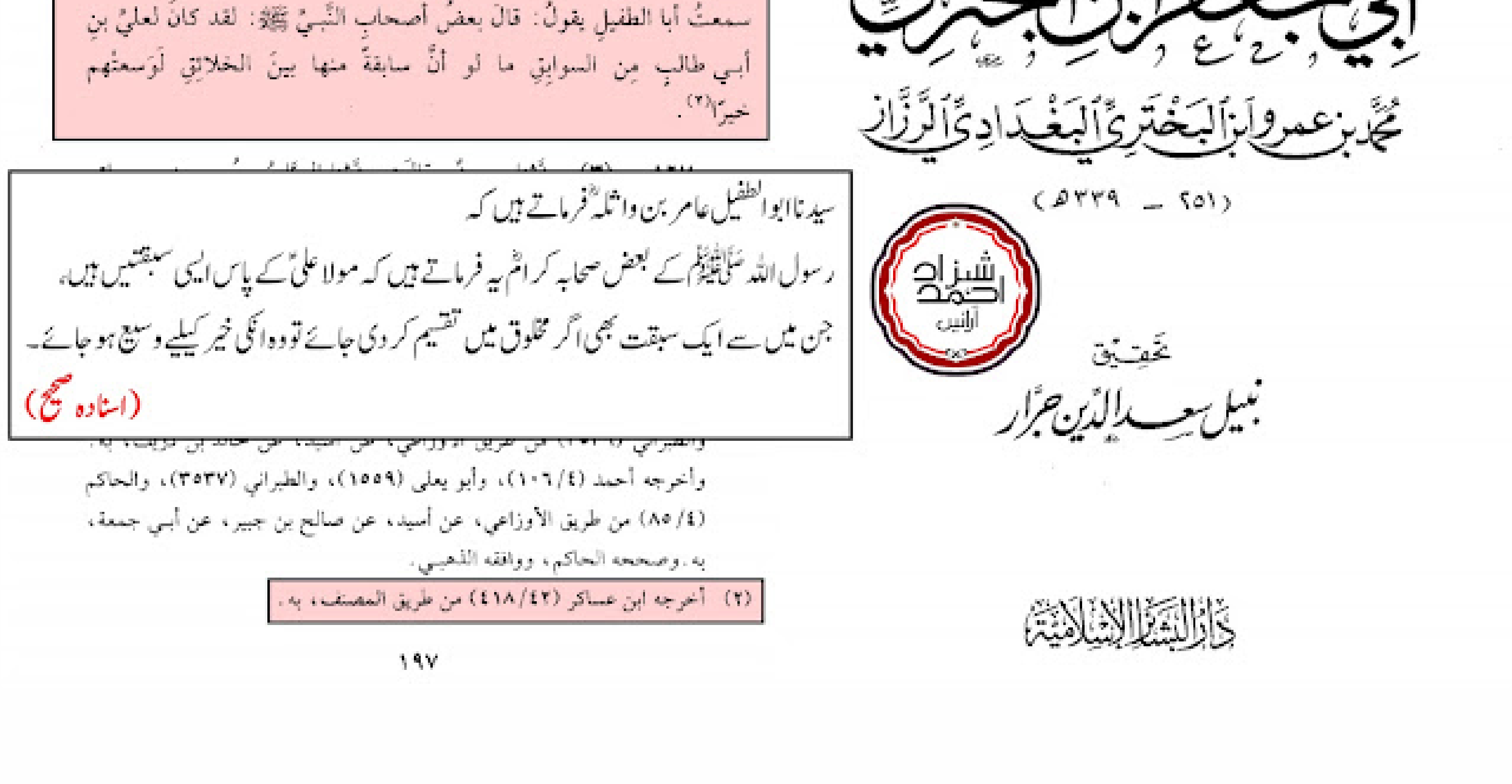

ذريك، عن عبد الله بن محيريز، قال: قلت لرجل من أصحاب النبي ﷺ - قال الأوزاعي: حسبت أنا أنه يكنى أبا جمعة -: حدثنا حديثاً سمعته من رسول الله ﷺ، قال: لأحدثنك حديثاً جيداً،

تغدينا يوماً مع رسول الله ﷺ ومعنا أبو عبيدة بن الجراح، فقلنا: يا رسول الله، هل أحد خير منا؟ أسلمنا معك وجاهدنا معك، قال: «بلى، قوم من أمتي يأتون من بعدكم فيؤمنون بي»(١).

١٦٦ - (٢) حدثنا محمد بن عمرو، قال: حدثنا محمد بن عبد الملك الدقيقي، قال: حدثنا يزيد بن هارون، قال: أخبرنا فطر، قال: سمعت أبا الطفيل يقول: قال بعض أصحاب النبي ﷺ: لقد كان لعلي بن أبي طالب من السوابق ما لو أن سابقة منها بين الخلائق لوسعتهم خيراً(٢).

سیدنا ابو الطفیل عامر بن واثلہؓ فرماتے ہیں کہ
رسول اللہ ﷺ کے بعض صحابہ کرامؓ یہ فرماتے ہیں کہ مولا علیؑ کے پاس ایسی سبقتیں ہیں، جن میں سے ایک سبقت بھی اگر مخلوق میں تقسیم کر دی جائے تو وہ انکی خیر کیلیے وسیع ہو جائے۔
(اسنادہ صحیح)

وأخرجه أحمد (٤/ ١٠٦)، وأبو يعلى (١٥٥٩)، والطبراني (٣٥٣٧)، والحاكم (٤/ ٨٥) من طريق الأوزاعي، عن أسيد، عن صالح بن جبير، عن أبي جمعة، به. وصححه الحاكم، ووافقه الذهبي.

(٢) أخرجه ابن عساكر (٤٢/ ٤١٨) من طريق المصنف، به.

١٩٧

مجامع الأجزاء الحديثية
(١)
مجموع فيه مصنفات
أبي جعفر ابن البختري
محمد بن عمرو بن البختري البغدادي الرزاز
(٢٥١ - ٣٣٩هـ)
تحقيق
نبيل سعد الدين جرار
دار البشائر الإسلامية

شہزاد احمد آرائیں

﴿سیدنا مولا علی المرتضیٰؑ کی سبقت والی روایت پہ اعتراض کا تحقیقی جائزہ﴾

ہم نے ایک موقوف حدیث مبارکہ سیدنا مولا علی المرتضیٰؑ کی شان میں پوسٹ کی گئی، جس پہ نواصب نے دجل و فریب کے ساتھ بیہودہ اعتراض کیے ہیں، پہلے ہم اس روایت کو نقل کرتے ہیں اور پھر انکا رد کرتے ہیں:

امام محمد بن عمرو البختری الرزازؒ (المتوفی 339ھ) فرماتے ہیں:

حدثنا محمد بن عمرو ، قال: حدثنا محمد بن عبد الملك الدقيقي، قال: حدثنا يزيد بن هارون، قال: أخبرنا فطر ، قال: سمعت أبا الطفيل يقول: قال بعض أصحاب النبي صلى الله عليه وسلم: لقد كان لعلي بن أبي طالب من السوابق ما لو أن سابقة منها بين الخلائق لوسعتهم خيرا

سیدنا ابو طفیل عامر بن واثلہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے بعض صحابہ کرام کہتے ہیں کہ سیدنا علی بن ابی طالبؑ کے پاس ایسی سبقتیں ہیں جن میں سے ایک سبقت بھی مخلوق کے درمیان تقسیم کی جائے تو وہ ان سب کی خیر کیلیے وسیع ہو جائے۔

(مجموع فيه مصنفات إبي جعفر ابن البختري: صفحہ 197 رقم 166، وسندہ صحیح)

اسی روایت کو اپنی صحیح سند سے امام ابن عساکرؒ الشافعی (المتوفی 571ھ) بھی امام محمد بن عمرو البختریؒ کی سند سے نقل کرتے ہیں:

أخبرنا أبو الحسن (علي بن المسلم) الفقيه الشافعي نا عبد العزيز إملاء أنا محمد بن محمد بن إبراهيم بن مخلد نا محمد بن عمرو بن البختري نا محمد بن عبد الملك الدقيقي نا يزيد بن هارون نا فطر قال سمعت أبا الطفيل يقول قال بعض أصحاب النبي (صلى الله عليه وسلم) لقد كان لعلي بن أبي طالب من السوابق ما لو أن سابقة منها بين الخلائق لوسعتهم خيرا

سیدنا ابو طفیل عامر بن واثلہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے بعض صحابہ کرام کہتے ہیں کہ سیدنا علی بن ابی طالبؑ کے پاس ایسی سبقتیں ہیں جن میں سے ایک سبقت بھی مخلوق کے درمیان تقسیم کی جائے تو وہ ان سب کی خیر کیلیے وسیع ہو جائے۔

(تاریخ دمشق لابن عساکر: جلد 42 صفحہ 418، وسندہ صحیح)

نواصب کی جانب سے اعتراض سامنے آیا ہے کہ یہ روایت منکر ہے، اسے منکر کہنے کی وجہ یہ ہے کہ اس میں رافضی راوی ہیں، آئیں ہم ان رواۃ کا جائزہ لیتے ہیں کہ ان کے اعتراض کی حقیقت کیا ہے؟

پہلا اعتراض فطر بن خلیفہ پہ کیا گیا ہے کہ یہ معاذ اللہ رافضی تھے اور انکی رفض کی وجہ سے انہیں ترک کیا گیا ہے اور توثیق کرنے والے آئمہ اس کے متعلق جاہل رہے ہیں:

واضح رہے کہ فطر بن خلیفہ ثقہ صدوق راوی ہیں، ہم متقدمین سے لیکر متاخرین سے ہوتے ہوئے معاصرین تک، تمام علماء کا کلام نقل کرتے ہیں اور نواصب کی خباثت کا جائزہ لیتے ہیں:

⍟ امام ابن سعد الزہریؒ (المتوفی 230ھ) لکھتے ہیں:

فطر بن خليفة الحناط . ويكنى أبا بكر .

توفي بالكوفة بعد علي بن حي بقليل كأنه مات سنة خمس وخمسين ومائة في خلافة أبي جعفر . وكان ثقة إن شاء الله . ومن الناس من يستضعفه . وقد حدث عنه وكيع وأبو نعيم وغيرهما . وكان لا يدع أحدا يكتب عنده . وكانت له سن عالية ولقاء . وروى عن أبي وائل وغيره

فطر بن خلیفہ الحناط، انکی کنیت ابو بکر ہے، اور یہ کوفے میں علی بن حی کے کچھ عرصے بعد فوت ہوئے گویا وہ ابو جعفر کی خلافت میں ایک سو پچپن ہجری میں فوت ہوئے، اور یہ ان شاء اللہ ثقہ ہیں، اور لوگوں میں کچھ اسے کمزور سمجھتے ہیں، اور ان سے وکیع اور ابو نعیم وغیرہ نے حدیث بیان کی ہے، وہ کسی کو خود سے لکھنے کی اجازت نہیں دیتے تھے، انکے پاس بڑی عمر اور ملاقات تھی، اور انہوں نے ابی وائل وغیرہ سے روایت کی ہے۔

(الطبقات الکبریٰ - ط العلمیۃ: جلد 6 صفحہ 344 رقم 2614)

⍟ امام یحییٰ بن معینؒ (المتوفی 233ھ):

امام عباس الدوریؒ (المتوفی 271ھ) لکھتے ہیں:

سألت يحيى عن فطر بن خليفة فقال ثقة

میں نے امام یحییٰ بن معینؒ سے فطر بن خلیفہ کے متعلق سوال کیا تو انہوں نے کہا کہ یہ ثقہ ہیں۔

(تاریخ ابن معین - روایۃ الدوری: جلد 3 صفحہ 267 رقم 1254)

⍟ دوسری مرتبہ امام عباس الدوریؒ لکھتے ہیں:

سمعت يحيى يقول فطر بن خليفة ثقة وهو شيعي

میں نے امام یحییٰ بن معینؒ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ فطر بن خلیفہ ثقہ ہیں اور شیعہ ہیں۔

(تاریخ ابن معین - روایۃ الدوری: جلد 3 صفحہ 333 رقم 1609)

⍟ ایک اور مرتبہ امام عباس الدوریؒ لکھتے ہیں:

سمعت يحيى يقول فطر بن خليفة قد رأى عمرو بن حريث

میں نے امام یحییٰ بن معینؒ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ فطر بن خلیفہ نے عمرو بن حریث کو دیکھا ہے۔

(تاریخ ابن معین - روایۃ الدوری: جلد 3 صفحہ 374 رقم 1819)

⍟ امام ابو عمرو خلیفہ بن خیاط البصریؒ (المتوفی 240ھ) لکھتے ہیں:

وفطر بن خليفة.

يكنى أبا بكر . قرشي . مات سنة ثلاث وخمسين ومائة

اور فطر بن خلیفہ، انکی کنیت ابو بکر قرشی ہے، یہ سن ایک سو ترپن ہجری میں فوت ہوئے۔

(الطبقات - لخلیفۃ بن خیاط - ت زکار: صفحہ 285 رقم 1275)

⍟ امام بخاریؒ (المتوفی 256ھ) لکھتے ہیں:

فطر بن خليفة. مولى عمرو بن حريث. الخياط. الكوفي.

سمع أبا الطفيل، وعمرو بن حريث المخزومي، وعكرمة، وعطاء.

روى عنه وكيع، وأبو نعيم.

فطر بن خلیفہ الخیاط الکوفی، عمرو بن حریث کے آزاد کردہ غلام ہیں، انہوں نے سیدنا ابو طفیلؓ اور عمرو بن حریث المخزومی اور عکرمہ اور عطاء سے سماع کیا ہے اور ان سے وکیع اور ابو نعیم روایت کرتے ہیں۔

(التاریخ الکبیر للبخاری: جلد 7 صفحہ 139 رقم 625)

⍟ ابراہیم بن یعقوب الجوزجانی (ناصبی) (المتوفی 259ھ) لکھتا ہے:

فطر بن خليفة زائغ غير ثقة

فطر بن خلیفہ گمراہ اور غیر ثقہ ہے۔

(احوال الرجال: صفحہ 95 رقم 72)

⍟ امام ابو الحسین مسلم بن حجاجؒ (المتوفی 261ھ) لکھتے ہیں:

أبو بكر فطر بن خليفة مولى عمرو بن حريث عن أبي الطفيل وعمرو بن حريث روى عنه يحيى ابن سعيد ووكيع بن الجراح

ابو بکر فطر بن خلیفہ، عمرو بن حریث کے آزاد کردہ غلام ہیں، یہ سیدنا ابو طفیلؓ اور عمرو بن حریث سے روایت کرتے ہیں اور ان سے یحییٰ بن سعید اور وکیع بن جراح روایت کرتے ہیں۔

(الکنیٰ والاسماء - للامام مسلم: جلد 1 صفحہ 120 رقم 306)

⍟ امام ابو الحسن احمد بن عبد اللہ بن صالح العجلیؒ (المتوفی 261ھ) لکھتے ہیں:

فطر بن خليفة الحناط كوفي ثقة حسن الحديث وكان فيه تشيع قليل

فطر بن خلیفہ الحناط کوفی ثقہ حسن الحدیث ہیں، اور ان میں تھوڑا سا تشیع ہے۔

(الثقات للعجلی - ت البستوی: جلد 2 صفحہ 208 رقم 1489)

⍟ اسی طرح امام عقیلیؒ (المتوفی 322ھ) انکا ترجمہ قائم کرتے ہیں:

(الضعفاء الکبیر للعقیلی: جلد 3 صفحہ 464 رقم 1521)

⍟ امام ابن ابی حاتم الرازیؒ (المتوفی 327ھ) لکھتے ہیں:

فطر بن خليفة الخياط أبو بكر مولى عمرو بن حريث الكوفي روى عن عمرو بن حريث وابى الطفيل وابى خالد الوالبي روى عنه يحيى بن سعيد القطان ووكيع بن الجراح وعبيد الله بن موسى وأبو نعيم سمعت أبي يقول ذلك. نا عبد الرحمن أنا عبد الله بن أحمد بن محمد بن حنبل فيما كتب إلي قال (سألت ابى عن فطر بن خليفة فقال ثقة صالح الحديث، وقال ابى كان فطر عند يحيى يعنى ابن سعيد ثقة. أنا أبو بكر بن أبي خيثمة فيما كتب إلي قال)

سمعت يحيى بن معين يقول فطر بن خليفة ثقة. حدثني عبد الرحمن قال سألت ابى عن فطر بن خليفة فقال صالح كان يحيى القطان يرضاه ويحسن القول فيه ويحدث عنه

فطر بن خلیفہ الخیاط ابو بکر، حضرت عمرو بن حریثؓ کوفی کے آزاد کردہ غلام ہیں، یہ حضرت عمرو بن حریثؓ اور سیدنا ابو طفیلؓ اور ابی خالد الوالبی سے روایت کرتے ہیں، اور ان سے یحییٰ بن سعید القطان اور وکیع بن الجراح اور عبید اللہ بن موسیٰ اور ابو نعیم روایت کرتے ہیں، میں نے اپنے والد کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے، عبد الرحمن کہتے ہیں کہ عبد اللہ بن احمد بن محمد بن حنبلؒ نے انہیں لکھا اور کہا کہ میں نے اپنے والد (امام احمد بن حنبلؒ) سے فطر بن خلیفہ کے متعلق سوال کیا تو انہوں نے کہا کہ وہ ثقہ، صالح الحدیث ہیں، اور میرے والد نے کہا کہ امام یحییٰ بن سعید القطان کے نزدیک فطر ثقہ ہیں، ابو بکر بن ابی خیثمہ نے مجھے لکھا اور کہا کہ میں نے امام یحییٰ بن معینؒ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ فطر بن خلیفہ ثقہ ہیں، عبد الرحمن بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے میرے والد (امام ابو حاتم الرازیؒ 277ھ) سے فطر بن خلیفہ کے متعلق سوال کیا تو انہوں نے کہا کہ وہ صالح ہیں، امام یحییٰ القطان ان سے راضی تھے، اور ان کے متعلق خوب باتیں کہتے تھے اور ان سے احادیث بیان کرتے تھے۔

(الجرح والتعدیل لابن ابی حاتم: جلد 7 صفحہ 90 رقم 512)

⍟ امام ابو حاتم ابن حبانؒ (المتوفی 354ھ) الثقات میں ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

فطر بن خليفة القرشي أبو بكر من أهل الكوفة سمع أبا الطفيل روى عن عامة التابعين روى عنه أهل الكوفة مات سنة ثلاث وخمسين ومائة

فطر بن خلیفہ القرشی ابو بکر اہل کوفہ سے ہیں، انہوں نے سیدنا ابو طفیلؓ سے سماع کیا ہے اور یہ عام طور پہ تابعین سے روایت کرتے ہیں، ان سے اہل کوفہ روایت کرتے ہیں، یہ سن ایک سو ترپن ہجری میں فوت ہوئے۔

(الثقات لابن حبان: جلد 5 صفحہ 300)

⍟ الثقات میں ہی امام ابن حبانؒ انکا ایک اور جگہ ترجمہ قائم کرتے ہیں، لکھتے ہیں:

فطر بن خليفة الخياط من أهل الكوفة كنيته أبو بكر يروي عن أبي الزبير روى عنه يحيى القطان والكوفيون مات سنة ثلاث وخمسين ومائة وقد قيل إنه سمع أبا الطفيل فإن صح ذلك فهو من التابعين

فطر بن خلیفہ الخیاط اہل کوفہ میں سے ہیں، انکی کنیت ابو بکر ہے، یہ ابو زبیر سے روایت کرتے ہیں اور ان سے یحییٰ القطان اور اہل کوفہ روایت کرتے ہیں، انہوں نے سن ایک سو ترپن ہجری میں وفات پائی، اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ انہوں نے سیدنا ابو الطفیل رضی اللہ عنہ سے سماع کیا ہے اگر یہ صحیح ہے تو یہ تابعین میں سے ہیں۔

(الثقات لابن حبان: جلد 7 صفحہ 323)

⍟ امام ابن عدی الجرجانیؒ (المتوفی 365ھ) انکا ترجمہ قائم کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

فطر بن خليفة الكوفي الشيعي.

حدثنا علي بن أحمد بن سليمان، حدثنا ابن أبي مريم سمعت يحيى بن معين يقول فطر بن خليفة ثقة كان يتشيع. وهو يكتب حديثه.

حدثنا ابن أبي عصمة، حدثنا أحمد بن حميد قال سئل يعني أحمد بن حنبل عن فطر ومحل فقال فطر كان يغالي في التشيع ومحل قليل الحديث فطر كتب حديثا ومحل كان مكفوفا ثقة.

حدثنا ابن حماد، حدثني صالح بن أحمد، حدثنا علي. قال: سمعت سفيان وذكر فطر فقال: كان بعض كوفيينا يغمزه.

سمعت ابن حماد يقول: قال السعدي فطر بن خليفة زائغ غير ثقة

فطر بن خلیفہ کوفی شیعہ

علی بن احمد بیان کرتے ہیں کہ انہیں ابن ابی مریم نے بیان کیا کہ انہوں نے امام یحییٰ بن معینؒ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ فطر بن خلیفہ ثقہ اور شیعہ ہیں اور انکی احادیث لکھی جائیں گی۔

ابن ابی عصمہ بیان کرتے ہیں کہ انہیں احمد بن حمید نے بیان کیا کہ انہوں نے امام احمد بن حنبلؒ سے فطر اور محل کے متعلق سوال کیا تو انہوں نے کہا کہ فطر تشیع میں غالی تھا اور محل قلیل الحدیث ہے، فطر نے احادیث لکھی ہیں اور محل نابینا تھے ثقہ ہیں۔

ابن حماد بیان کرتے ہیں کہ صالح بن احمد نے انہیں علی نے بیان کیا کہ انہوں نے سفیان کو سنا اور فطر کا ذکر کیا تو انہوں نے کہا: بعض کوفی ان کی طرف اشارہ کرتے تھے۔

میں نے ابن حماد کو کہتے ہوئے سنا کہ السعدی (یعنی جوزجانی) کہتے ہیں کہ فطر بن خلیفہ گمراہ اور غیر ثقہ ہے۔

⍟ اسکے بعد امام ابن عدیؒ چند احادیث نقل کرتے ہیں اور آخر میں اپنا نتیجہ لکھتے ہیں کہ:

ولفطر بن خليفة له أحاديث صالحة عند الكوفيين يروونها عنه في فضائل علي وغيره . وهو متماسك وأرجو أنه لا بأس به . وهو ممن يكتب حديثه

اور فطر بن خلیفہ، ان کے پاس صالح احادیث ہیں اہل کوفہ کے لیے جو انہوں نے فضائل سیدنا مولا علیؑ وغیرہ میں روایت کی ہیں، اور یہ مضبوط تھے اور میں امید کرتا ہوں کہ ان میں کوئی حرج نہیں ہے، اور وہ ان لوگوں میں سے ہیں جنکی احادیث لکھی جاتی ہیں۔

(الکامل فی ضعفاء الرجال: جلد 7 صفحہ 145 رقم 1576)

⍟ امام ابو الفتح الازدیؒ (المتوفی 374ھ) لکھتے ہیں:

فطر بن خليفة المخزومي مولى عمرو بن حريث. تابع

فطر بن خلیفہ مخزومی، عمرو بن حریث کے آزاد کردہ غلام ہیں، یہ تابعی ہیں۔

(ذکر اسم کل صحابی ممن لا یخرج لہ حدیث یوافق اسمہ للازدی: صفحہ 210 رقم 394)

⍟ امام ابو احمد الحاکم الکبیرؒ (المتوفی 378ھ) بھی انکا ترجمہ قائم کرتے ہیں:

(الأسامي والكنى - ابو احمد الحاکم - ت الازہری: جلد 1 صفحہ 346 رقم 644)

⍟ امام ابن حسن الدار قطنی البغدادیؒ (المتوفی 385ھ) اپنی کتاب "ذكر أسماء التابعين ومن بعدهم ممن صحت روايته عن الثقات عند البخاري ومسلم" یعنی "ان تابعین اور انکے بعد والوں کے ناموں کا ذکر جن کی ثقات سے روایات امام بخاری اور امام مسلم کے نزدیک صحیح ہیں" میں آپکا ترجمہ قائم کرتے ہیں جو بتاتا ہے کہ آپ کی روایت امام بخاری و امام مسلم کی شرط پہ پوری اترتی ہے۔

(ذکر اسماء التابعین ومن بعدہم ممن صحت روایتہ عن الثقات عند البخاری ومسلم: جلد 1 صفحہ 443 رقم 1370)

اسی طرح امام دار قطنیؒ ایک اور جگہ بھی آپکا ترجمہ قائم کرتے ہیں:

(المؤتلف والمختلف للدار قطنی: جلد 4 صفحہ 1905)

⍟ امام محمد بن اسحاق ابن مندہؒ (المتوفی 395ھ) بھی آپکا ترجمہ قائم کرتے ہیں:

(فتح الباب فی الکنیٰ والالقاب: صفحہ 133 رقم 971)

⍟ امام ابو نصر الکلاباذیؒ (المتوفی 398ھ) آپکا ترجمہ ثقات میں قائم کرتے ہیں:

(رجال صحیح البخاری = الہدایۃ والارشاد فی معرفۃ اہل الثقۃ والسداد: جلد 2 صفحہ 867 رقم 1470)

⍟ امام ابو عبد اللہ الحاکم النیشاپوریؒ (المتوفی 405ھ) آپکا ترجمہ صحیح بخاری کے رجال میں قائم کرتے ہیں:

(تسمیۃ من اخرجہم البخاری ومسلم: صفحہ 207 رقم 1385)

⍟ امام ابو الولید الباجی القرطبیؒ (المتوفی 474ھ) بھی آپکا ترجمہ صحیح بخاری کے رجال میں کرتے ہیں اور امام ابو حاتم الرازیؒ، امام یحییٰ بن سعید القطان، امام یحییٰ بن معین اور ابراہیم بن یعقوب جوزجانی (ناصبی) کے اقوال نقل کرتے ہیں:

(التعدیل والتجریح، لمن خرج لہ البخاری فی الجامع الصحیح: جلد 3 صفحہ 1053 رقم 1233)

⍟ امام ابو الفرج ابن الجوزیؒ (المتوفی 597ھ) لکھتے ہیں:

فطر بن خليفة قال السعدي زائغ غير ثقة وقال يحيى يكتب حديثه

فطر بن خلیفہ، السعدی (الجوزجانی، ناصبی) کہتا ہے کہ یہ گمراہ اور غیر ثقہ ہے، اور امام یحییٰ کہتے ہیں کہ انکی حدیث لکھی جائے گی۔

(الضعفاء والمتروکون لابن الجوزی: جلد 3 صفحہ 10 رقم 2729)

⍟ امام عبد الغنی المقدسیؒ (المتوفی 600ھ) آپکا ترجمہ قائم کر کے آئمہ کے اقوال نقل کرتے ہیں:

قال أحمد بن حنبل: ثقة.

وقال أبو حاتم: صالح الحديث، وقال: كان يحيى بن سعيد يرضاه، ويحسن القول فيه، ويحدث عنه.

وقال أحمد بن عبد الله: كوفي، ثقة، حسن الحديث، وكان فيه تشيع قليل

روى له الجماعة إلا مسلما

امام احمد بن حنبلؒ کہتے ہیں کہ یہ ثقہ ہیں۔

اور امام ابو حاتم الرازیؒ کہتے ہیں کہ یہ صالح الحدیث ہیں، اور کہتے ہیں کہ امام یحییٰ بن سعید القطان ان سے راضی تھے اور انکے متعلق عمدہ بات کہتے تھے اور ان سے احادیث بیان کرتے تھے۔

اور امام احمد بن عبد اللہ العجلیؒ کہتے ہیں: یہ کوفی ہیں، ثقہ ہیں، حسن الحدیث ہیں، اور ان میں تھوڑا سا تشیع ہے۔

ان سے امام مسلم کے علاوہ ایک جماعت نے روایت کی ہے۔

(الکمال فی اسماء الرجال: جلد 8 صفحہ 168 رقم 5064)

⍟ اسی طرح امام یوسف المزیؒ (المتوفی 742ھ) انکا ترجمہ قائم کرتے ہوئے آئمہ کے اقوال لکھتے ہیں:

قال البخاري عن علي بن المديني: له نحو ستين حديثا.

وقال عبد الله بن أحمد بن حنبل، عن أبيه: ثقة، صالح الحديث.

قال: وقال أبي: كان فطر عند يحيى بن سعيد ثقة.

وقال أبو بكر بن أبي خيثمة، عن يحيى بن معين: ثقة، وقال العجلي: كوفي ثقة، حسن الحديث، وكان فيه تشيع قليل

وقال أبو حاتم: صالح الحديث، كان يحيى بن سعيد يرضاه، ويحسن القول فيه، ويحدث عنه.

وقال أبو عبيد الآجري عن أبي داود: سمعت أحمد بن عبد الله بن يونس، قال: كنا نمر على فطر وهو مطروح لا نكتب عنه.

وقال النسائي: ليس به بأس.

وقال في موضع آخر: ثقة، حافظ، كيس.

قال محمد بن عبد الله الحضرمي: مات سنة خمس، ويقال: سنة ست وخمسين ومئة

روى له البخاري مقرونا بغيره، والباقون سوى مسلم

امام بخاری امام علی بن مدینی سے روایت کرتے ہیں کہ انکے پاس تقریبا ساٹھ احادیث ہیں۔

اور امام عبد اللہ بن حنبل اپنے والد سے روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ یہ ثقہ ہیں، صالح الحدیث ہیں۔

کہتے ہیں اور میرے والد نے کہا کہ فطر امام یحییٰ بن سعید القطان کے نزدیک ثقہ ہیں۔

اور ابو بکر ابن ابی خیثمہ امام یحییٰ بن معین سے روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ یہ ثقہ ہیں۔

اور امام عجلی کہتے ہیں کہ یہ کوفی ہیں، ثقہ ہیں، حسن الحدیث ہیں، اور ان میں تھوڑا سا تشیع ہے۔

اور ابو عبید الآجری امام ابو داؤد سے روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ انہوں نے احمد بن عبد اللہ یونس کو سنا وہ کہتے ہیں کہ ہم فطر بن خلیفہ کے پاس سے گزرا کرتے تھے، وہ مطروح تھے، ہم ان سے نہیں لکھتے۔

اور امام نسائی کہتے ہیں کہ ان میں کوئی حرج نہیں ہے۔

اور دوسری مرتبہ کہتے ہیں، یہ ثقہ حافظ اور دانشمند ہیں۔

محمد بن عبد اللہ حضرمی کہتے ہیں: یہ سن پانچ میں فوت ہوئے، اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ سن ایک سو چھپن ہجری میں فوت ہوئے۔

ان سے امام بخاری نے دوسروں کے ساتھ روایت کیا ہے، اور باقیوں نے بھی سوائے امام مسلم کے۔

(تہذیب الکمال فی اسماء الرجال: جلد 23 صفحہ 312 رقم 4773)

⍟ امام شمس الدین الذہبیؒ (المتوفی 748ھ) انکا ذکر ان رواۃ میں کرتے ہیں جن پہ کلام تو ہے مگر وہ ثقہ ہیں:

فطر بن خليفة (م عو):

صدوق وثق وقال الجوزجاني زائغ غير ثقة وقال الدارقطني زائغ لا يحتج به وغمزه ابن المديني له في البخاري حديث

فطر بن خلیفہ، صدوق ہیں، انکی توثیق کی گئی ہے، اور جوزجانی کہتا ہے کہ یہ گمراہ اور غیر ثقہ ہے، اور امام دار قطنی نے کہا کہ گمراہ ہے اور اس سے احتجاج نہیں کیا جائے گا، اور ابن مدینی نے انکی طرف اشارہ کیا ہے، بخاری کی حدیث میں ان سے روایت کیا گیا ہے۔

(من تکلم فیہ وہو موثق ت امریر: صفحہ 151 رقم 277)

⍟ امام شمس الدین الذہبیؒ انکا ایک اور جگہ ترجمہ قائم کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

فطر بن خليفة أبو بكر المخزومي

الشيخ، العالم، المحدث، الصدوق، أبو بكر الكوفي، المخزومي، مولى عمرو بن حريث رضي الله عنه الحناط

فطر بن خلیفہ ابو بکر المخزومی

شیخ، عالم، محدث، صدوق، ابو بکر الکوفی، المخزومی، حضرت عمرو بن حریث رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام، الحناط۔

پھر آپ ان پہ جرح و تعدیل کے اقوال نقل کرتے ہیں کہ:

وثقه: أحمد بن حنبل، وقال مرة: كان فطر عند يحيى بن سعيد ثقة، لكنه خشبي مفرط .

وقال أحمد العجلي: ثقة، حسن الحديث، فيه تشيع يسير.

وقال ابن سعد: ثقة إن شاء الله، منهم من يستضعفه، له سن ولقاء، وكان لا يدع أحدا يكتب عنده.

وعن أبي بكر بن عياش، قال: ما تركت الرواية عن فطر، إلا بسوء مذهبه.

وقال عبد الله بن أحمد: سألت أبي عن فطر، فقال:

ثقة، صالح الحديث، حديثه حديث رجل كيس، إلا أنه يتشيع.

وقال أحمد بن يونس: تركته عمدا، وكنت أمر به وكلابه في أصحاب الطعام، وكان أعرج، فأمر وأدعه مثل الكلب.

اور انہیں امام احمد بن حنبلؒ نے ثقہ قرار دیا، اور دوسری مرتبہ کہا: فطر امام یحییٰ بن سعید القطان کے نزدیک ثقہ ہیں، لیکن یہ سخت خشبی تھے۔

اور امام احمد العجلیؒ کہتے ہیں کہ یہ ثقہ حسن الحدیث ہے، اس میں تھوڑا سا تشیع ہے۔

اور امام ابن سعد کہتے ہیں کہ یہ ان شاء اللہ ثقہ ہیں، ان میں کچھ انہیں کمزور سمجھتے تھے، انکے پاس بڑی عمر اور ملاقات تھی، وہ خود سے کسی کو لکھنے نہیں دیتے تھے۔

اور ابی بکر بن عیاش سے مروی ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ میں نے فطر سے روایت کرنا ترک نہیں کیا سوائے اسکے برے مذہب کی وجہ سے۔

اور عبد اللہ بن احمد کہتے ہیں کہ انہوں نے اپنے والد سے فطر کے متعلق سوال کیا تو انہوں نے کہا:

ثقہ صالح الحدیث ہیں، انکی حدیث دانشمند شخص کی حدیث ہے سوائے اسکے کہ یہ شیعہ ہیں۔

اور احمد بن یونس کہتے ہیں: میں نے انہیں جان بوجھ کر چھوڑا، اور میں انکے پاس سے گزرتا تھا، اور میں نے انہیں کھانا کھانے والوں کے پاس جہاں وہ بیٹھا کرتے تھے، اور وہ لنگڑے تھے، چنانچہ میں نے ان سے حکم دیا اور ان کو کتے کی طرح چھوڑ دیا۔

اسکے بعد امام ذہبیؒ لکھتے ہیں:

وما يبعد أن يكون لقي المشايخ المذكورين، لكنه ليس بذاك المتقن، مع ما فيه من بدعة، ومن أجل ذلك قرنه البخاري بآخر، وحديثه من قبيل الحسن

اور یہ بعید نہیں کہ انہوں نے ان مذکورہ شیوخ سے ملاقات کی ہو، لیکن وہ اتنے پختہ نہیں تھے، اور ان کی بدعت کے ساتھ، اسی وجہ سے امام بخاری نے انہیں دوسرے کے ساتھ جوڑا ہے، اور انکی حدیث حسن کی قبیل سے ہے۔

(سیر اعلام النبلاء - ط الرسالہ: جلد 7 صفحہ 30 رقم 14)

⍟ امام ذہبیؒ دوسری جگہ انکو ثقہ قرار دیتے ہیں:

فطر بن خليفة: ثقة، شيعي، قال الجوزجاني: زائغ غير ثقة

فطر بن خلیفہ، ثقہ ہیں، شیعہ ہیں، جوزجانی کہتا ہے: گمراہ اور غیر ثقہ ہے۔

(دیوان الضعفاء: صفحہ 321 رقم 3395)

⍟ ایک اور جگہ امام ذہبیؒ انکے ترجمے میں کہتے ہیں کہ ظاہر ہوتا ہے کہ یہ شیعہ تھے۔

قلت: وهو ظاهر التشيع

(تذہیب تہذیب الکمال فی اسماء الرجال: جلد 7 صفحہ 353 رقم 5487)

⍟ اسی طرح امام ذہبیؒ نے انکا ترجمہ درج ذیل کتب میں بھی قائم کیا ہے:

(میزان الاعتدال: جلد 3 صفحہ 363 رقم 6779)

(الکاشف: جلد 2 صفحہ 125 رقم 4494)

⍟ امام ابن حجر عسقلانیؒ (المتوفی 852ھ) انکا ترجمہ قائم کرتے ہیں:

اور وہی اقوال نقل کرتے ہیں جو اوپر نقل کر چکا، اسکے علاوہ لکھتے ہیں:

وقال الساجي صدوق ثقة ليس بمتقن كان أحمد بن حنبل يقول هو خشبي مفرط قال الساجي وكان يقدم عليا على عثمان

اور الساجی کہتے ہیں کہ یہ صدوق ثقہ ہیں مگر پختہ نہیں ہیں، امام احمد بن حنبلؒ کہتے ہیں کہ یہ سخت خشبی ہے۔ الساجی کہتے ہیں کہ یہ سیدنا مولا علیؑ کو سیدنا عثمانؓ پہ مقدم کرتے تھے۔

(حاشیے میں محقق لکھتے ہیں کہ خشبیہ شیعوں کے ایک فرقے کا نام تھا۔)

اسی طرح مزید نقل کرتے ہیں:

وقال أبو زرعة الدمشقي سمعت أبا نعيم يرفع من فطر ويوثقه ويذكر أنه كان ثبتا في الحديث

ابو زرعہ الدمشقی کہتے ہیں کہ انہوں نے ابو نعیم کو فطر کا ذکر کرتے ہوئے سنا وہ انکو ثقہ کہتے ہیں اور انکے متعلق ذکر کرتے ہیں کہ وہ حدیث میں ثبت تھے۔

اسی طرح امام ابن حجر عسقلانیؒ لکھتے ہیں:

وقال ابن أبي خيثمة سمعت قطبة بن العلاء يقول تركت فطرا لأنه يروي أحاديث فيها إزراء على عثمان

ابن ابی خیثمہ کہتے ہیں کہ انہوں نے قطبہ بن العلاء کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ انہوں نے فطر کو ترک کر دیا کیونکہ اس نے ایسی احادیث مروی ہیں جن میں سیدنا عثمانؓ کی توہین ہوتی ہے۔

(تہذیب التہذیب: جلد 8 صفحہ 300 رقم 550)

⍟ اس کے بعد امام ابن حجر عسقلانیؒ خود ان پہ حکم لگاتے ہیں کہ یہ صدوق ہیں اور ان پہ شیعیت کا الزام ہے اور یہ پانچویں طبقے میں سے ہیں۔

(تقریب التہذیب: صفحہ 448 رقم 5441)

⍟ امام ابن حجر عسقلانیؒ کی تقریب التہذیب پہ تحقیق لکھتے ہوئے شیخ بشار عواد المعروف اور شیخ شعیب الارنؤوط لکھتے ہیں:

بل: ثقة، وثقه يحيى بن سعيد القطان، وناهيك به من متشدد، وأحمد بن حنبل، وابن معين، والعجلي، والنسائي، وابن سعد، وعبد الله بن داود، وأبو زرعة الدمشقي، والساجي. وقال أبو حاتم: صالح الحديث، كان يحيى بن سعيد يرضاه، ويحسن القول فيه، ويحدث عنه. قلنا: وإنما تكلم فيه بعضهم. مثل الدارقطني، وأبي بكر بن عياش، والجوزجاني، بسبب المذهب، صرحوا بذلك.

وقد روى له البخاري مقرونا بغيره

بلکہ یہ ثقہ ہیں، انہیں یحییٰ بن سعید القطان نے ثقہ قرار دیا، اور وہ بہت ہی متشدد ہیں، اور احمد بن حنبل، یحییٰ بن معین، العجلی، النسائی، ابن سعد، عبد اللہ بن داؤد، ابو زرعہ الدمشقی، اور الساجی نے ثقہ کہا، اور ابو حاتم نے کہا کہ یہ صالح الحدیث ہیں اور یحییٰ بن سعید القطان ان سے راضی تھے اور انکے متعلق عمدہ قول کہتے تھے اور ان سے احادیث بیان کرتے تھے۔ ہم کہتے ہیں کہ ان پہ بعض نے کلام کیا ہے، جیسے کہ امام دار قطنی، ابی بکر بن عیاش اور جوزجانی نے، انکے مذہب کی وجہ سے، جو کہ صاف واضح ہے۔ اور ان سے امام بخاری نے دوسروں کے ساتھ روایت کی ہے۔

(تحریر تقریب التہذیب: جلد 3 صفحہ 164 رقم 5441)

قارئین یہ تھی کل کائنات اس راوی پہ جرح و تعدیل کی۔ سب سے پہلے ہم جارحین کی جرح کو دیکھتے ہیں:

1۔ ابو اسحاق الجوزجانی:

جوزجانی کی جرح کہ یہ گمراہ اور غیر ثقہ ہیں، مردود ہے کیونکہ وہ ناصبی تھا اور اہل کوفہ اور شیعہ رواۃ پہ اپنے بغض کی بنیاد پہ جرح کرتا تھا۔

امام ابن حجر عسقلانیؒ (المتوفی 852ھ) لکھتے ہیں:

وأما الجوزجاني فقد قلنا غير مرة إن جرحه لا يقبل في أهل الكوفة لشدة انحرافه ونصبه

اور جہاں تک الجوزجانی کا تعلق ہے تو ہم کئی بار کہہ چکے ہیں کہ اسکی اہل کوفہ پہ جرح اسکے شدید انحراف اور ناصبیت کی وجہ سے قبول نہیں ہے۔

(فتح الباری لابن حجر: جلد 1 صفحہ 446)

اسی طرح امام شمس الدین الذہبیؒ ایک اور جگہ لکھتے ہیں:

وقال أبو إسحاق الجوزجاني

كعادته في فظاظة عبارته: كان من أهل الكوفة قوم لا يحمد الناس مذاهبهم. هم رءوس محدثي الكوفة. مثل أبي إسحاق، ومنصور، وزبيد اليامي، والأعمش، وغيرهم من أقرانهم احتملهم الناس لصدق ألسنتهم في الحديث وتوقفوا عندما أرسلوا

اور ابو اسحاق الجوزجانی اپنی سخت عادت کے تحت یہ الفاظ کہہ رہا ہے، اہل کوفہ میں ایسے لوگ تھے جن کے مذہب کی لوگ تعریف نہیں کرتے تھے، وہ کوفے کے محدثین کے سربراہ تھے، جیسے ابو اسحاق، منصور، زبید الیامی، الاعمش کے معاصرین وغیرہ کی مثل کہ لوگوں نے احادیث میں انکی زبانوں کے سچے ہونے کے سبب انہیں قبول کیا اور جب انہوں نے ارسال کیا تو توقف کیا۔

(میزان الاعتدال: جلد 2 صفحہ 66)

اسی طرح امام ابن حجر عسقلانیؒ ایک اور جگہ لکھتے ہیں:

وممن ينبغي أن يتوقف في قبول قوله في الجرح من كان بينه وبين من جرحه عداوة سببها الاختلاف في الاعتقاد فإن الحاذق إذا تأمل ثلب أبي إسحاق الجوزجاني لأهل الكوفة رأى العجب وذلك لشدة انحرافه في النصب وشهرة أهلها بالتشيع فتراه لا يتوقف في جرح من ذكره منهم بلسان ذلقة وعبارة طلقة حتى انه أخذ يلين مثل الأعمش وأبي نعيم وعبيد الله بن موسى

اور لوگوں کو جرح میں اقوال کو قبول کرنے میں توقف کرنا چاہیے، ایسے لوگ کے جو اپنے اور دوسروں کے درمیان عقائد کے اختلاف کی وجہ سے عداوت کی بنا پر جرح کرتے ہیں، اور علم رکھنے والا شخص جب اہل کوفہ کے متعلق ابو اسحاق الجوزجانی کی تنقید پر غور کرتا ہے تو اسے اسکی ناصبیت میں شدید انحراف اور اہل تشیع کی شہرت کی وجہ سے تعجب ہوتا ہے، اور وہ دیکھتے ہیں کہ وہ انکے متعلق جرح کرنے میں کوئی توقف نہیں کرتا اور ان کو تیز زبان اور بے باک عبارتوں کے ساتھ بیان کرتا ہے، یہاں تک کہ وہ اعمش، ابو نعیم اور عبید اللہ بن موسیٰ جیسے لوگوں پہ بھی بازنہ آئے۔

(لسان المیزان: جلد 1 صفحہ 16)

اسکے علاوہ مزید کئی حوالہ جات نقل کیے جاسکتے ہیں، طوالت کے پیش نظر اسی پہ اکتفا کرتے ہیں۔ ہم نے امام ابن حجر عسقلانیؒ کا حوالہ دیا ہے جس سے یہ معلوم ہوا کہ جوزجانی کی اہل کوفہ اور شیعہ رواۃ پہ جرح کو قبول نہیں کیا جاسکتا جب کہ اس کے مقابلے پہ اس سے زیادہ ثقہ اور عمدہ آئمہ زبردست توثیق کرتے ہیں۔ بعض آئمہ نے امام السعدیؒ کہہ کر بھی انکے قول کو نقل کیا ہے۔

2۔ قطبہ بن العلاء:

نواصب اسکے قول کو دلیل بنا کر کہتے ہیں کہ فطر بن خلیفہ نے ایسی احادیث مروی ہیں جن میں سیدنا عثمانؓ کی تنقیص شامل تھی لہٰذا یہ راوی رافضی ہے، اور یہ کذب اور منافقت ہے کیونکہ یہ ثابت ہی نہیں کیا جاسکتا کہ ان کی رافضیت کی وجہ سے قطبہ بن العلاء نے انکو ضعیف قرار دیا ہے، جب کہ اس قول کو دلیل بنا کر ان پہ رافضیت کی جرح کی جائے جبکہ خود قطبہ بن العلاء خود ضعیف ہے لہٰذا اسکی جرح مردود ہوتی ہے۔

امام بخاریؒ اسکے متعلق کہتے ہیں کہ یہ لیس بالقوی

یہ قوی نہیں ہے

(التاریخ الکبیر للبخاری: جلد 7 صفحہ 191 رقم 851)

دوسری جگہ امام بخاریؒ لکھتے ہیں کہ

وليس بالقوي وفيه نظر ولا يصح حديثه

اور اس سے کچھ بھی قوی نہیں ہے، اور اس میں نظر ہے اور اسکی احادیث صحیح نہیں ہیں

(الضعفاء الصغیر للبخاری ت زاید: صفحہ 96 رقم 304)

اسے امام ابو زرعہ الرازیؒ نے بھی ضعفاء میں ذکر کیا ہے:

(اسامی الضعفاء: جلد 2 صفحہ 651 رقم 274)

امام نسائیؒ نے اسے ضعیف قرار دیا ہے:

(الضعفاء والمتروکون للنسائی: صفحہ 89 رقم 501)

امام ابو حاتم الرازیؒ کہتے ہیں:

يكتب حديثه ولا يحتج به

اسکی حدیث لکھی جائے گی اور اس سے احتجاج نہیں کیا جائے گا

(قبول الاخبار و معرفۃ الرجال: جلد 2 صفحہ 309 رقم 710)

امام یحییٰ بن سعید القطان کہتے ہیں کہ:

يحدث عن سفيان بأحاديث منكرة

یہ سفیان سے منکر احادیث روایت کرتا ہے۔

(الجرح والتعدیل لابن ابی حاتم: جلد 7 صفحہ 142)

امام ابن حبانؒ نے اسے مجروحین میں ذکر کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ کثرت سے خطائیں کرتا تھا

(المجروحین لابن حبان ت حمدی: جلد 2 صفحہ 223 رقم 886)

اسے امام ابو نعیمؒ نے ضعفاء میں ذکر کیا ہے:

(الضعفاء لابی نعیم: صفحہ 131 رقم 194)

اسے امام ابن الجوزیؒ نے ضعفاء اور متروکین میں درج کیا ہے

(الضعفاء والمتروکون لابن الجوزی: جلد 3 صفحہ 18 رقم 2768)

امام ذہبیؒ بھی اسے ضعفاء میں ذکر کرتے ہیں اور ضعف کا قول نقل کرتے ہیں

(دیوان الضعفاء: صفحہ 327 رقم 3448)

اسکے علاوہ مزید حوالہ جات بھی موجود ہیں، چند ایک آئمہ نے معمولی توثیق بھی کی ہے مگر وہ اسے فائدہ نہیں دیتی اور مرجوح رہتی ہے۔ لہٰذا ایسے قول جس کی بنیاد پہ فطر بن خلیفہ کو رافضی کہا جا رہا ہے وہ ضعیف اور غیر ثابت ہے۔ کتنے بڑی خیانت کی بات ہے کہ ایک ضعیف راوی کا اعتبار کر کے ایک ثقہ محدث کا انکار کیا جا رہا ہے اور اس پہ تہمت لگائی جاتی ہے۔ اس سے بڑی کذب بیانی اور کیا ہو گی؟

علامہ ظفر احمد عثمانیؒ (المتوفی 1394ھ) علم حدیث میں قاعدہ لکھتے ہیں کہ:

فالعدل لا يجرح بقول المجروح

عادل شخص پہ مجروح کے قول سے جرح نہیں کی جاسکتی۔

(قواعد فی علوم الحدیث: صفحہ 402)

3۔ امام دار قطنیؒ:

امام دار قطنیؒ نے جہاں انکے متعلق یہ کہا کہ ان سے احتجاج نہیں کیا جائے گا وہاں انہوں نے ان کا ترجمہ ان آئمہ میں کیا جن کی ثقات سے روایت امام بخاری و مسلم کی شرط پہ صحیح ہے۔ جیسا کہ اوپر گزر چکا ہے، لہٰذا انکی جرح کا کوئی نقصان نہیں دیتی۔

4۔ احمد بن یونس:

اسکے قول کو بھی نواصب آدھا استعمال کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ انہوں نے انکو ترک رافضیت کی وجہ سے کیا اور ترک کر دیا، جبکہ امام ذہبیؒ نے سیر اعلام النبلاء میں انکا پورا قول نقل کر چکے ہیں جس میں انہوں نے انکو صرف اپنی ذاتی من مرضی کی بنیاد پہ ترک کیا اور کہا کہ ان کے پاس سے گزرتا تھا اور ان کو کتے کی طرح چھوڑ دیتا تھا، یہ کون سی جرح ہے؟ کیونکہ یہ لنگڑے تھے، جب یہ ان کی اپنی ذاتی وجہ ہے تو اس کا کیا تعلق ہے؟ ایسے لوگوں کو ہی ترک کرنا چاہیے جو انکے ساتھ ایسی بد تمیزی کر کے انکو چھوڑ دیتے ہیں، یہ اپنی مرضی کی وجہ سے ترک کر دیا، یعنی ان کی ان میں کوئی قابل اعتراض خامی نہیں ملی۔

5۔ ابی بکر بن عیاش:

ابی بکر بن عیاش بھی ان کی روایات کو انکے مذہب کی بنیاد پہ ترک کرتے ہیں، یہاں ناصبیت تحریف کرکے مذہب کے آگے رافضیت داخل کر دیتے ہیں جبکہ پورے علم الرجال میں کسی نے انکی ان پہ رافضیت کا الزام نہیں لگایا، یہاں واضح طور پہ مراد تشیع ہے، جیسے کہ امام احمد بن حنبل، امام عجلی اور امام ابن حجر عسقلانیؒ کہتے ہیں کہ ان پہ تشیع کا الزام ہے، یعنی بعض آئمہ نے ان کے نزدیک انکی تشیع کے سبب ان پہ جرح کی ہے جو کہ ان کی ثقاہت کو نقصان نہیں دیتی، لہٰذا یہاں نواصب تحریفات کر کے انکو رافضی کہہ رہے ہیں، جس کی حد کچھ بھی جھوٹ بولا جا رہا ہے۔

6۔ نواصب کی جانب سے تحریفات:

امام ابن عدیؒ کہتے ہیں کہ:

ولفطر بن خليفة له أحاديث صالحة عند الكوفيين يروونها عنه في فضائل علي وغيره . وهو متماسك وأرجو أنه لا بأس به . وهو ممن يكتب حديثه

اور فطر بن خلیفہ، ان کے پاس صالح احادیث ہیں اہل کوفہ کے لیے جو انہوں نے فضائل سیدنا مولا علیؑ وغیرہ میں روایت کی ہیں، اور یہ مضبوط تھے اور میں امید کرتا ہوں کہ ان میں کوئی حرج نہیں ہے، اور وہ ان لوگوں میں سے ہیں جنکی احادیث لکھی جاتی ہیں۔

(الکامل فی ضعفاء الرجال: جلد 7 صفحہ 146)

یہاں امام ابن عدیؒ اسکے متعلق کہہ رہے ہیں کہ انکی احادیث صالح ہیں، پھر کہتے ہیں کہ انکے متعلق لا باس کا کلمہ استعمال کرتے ہیں، یہ کلمہ توثیق کا ہے اور ان راوی کی روایت قبول کی جاتی ہے، اور آگے امام ابن عدی بتا رہے ہیں کہ یہ ان میں سے ہیں جن کی احادیث کو لکھا جاتا ہے، یہاں نواصب تحریف کر کے برکت میں متاخرات کی غلط تشریح کرتے ہیں۔ اسکے علاوہ امام عجلیؒ کہتے ہیں کہ یہ ثقہ ہیں، حسن الحدیث ہیں اور ان میں تھوڑا سا تشیع ہے، نواصب اس میں تحریف کر کے لکھتے ہیں کہ یہ رافضی ہیں، جبکہ یہ بات کسی بھی آئمہ نے نہیں کہی، امام ابن عدی اور امام ابن حجر اور امام ذہبی وغیرہ سب ان کو ثقہ اور صدوق کہتے ہیں اور ان میں سے کسی نے ان کے رافضی ہونے کا الزام نہیں لگایا، یہ نواصب کو معلوم ہونا چاہیے کہ امام ابن حجر عسقلانیؒ، امام احمد بن حنبل، امام یحییٰ بن معین، امام ابو حاتم الرازی، امام نسائی، امام ذہبی اور امام ابن حجر عسقلانی جیسے رجال کے آئمہ کو معلوم نہیں ہوئی اور نواصب کو ہو گئی؟ من گھڑت تحریفات کی بھی حد ہوتی ہے۔

اسی طرح ناصبی امام عقیلیؒ کے حوالے سے ابو بکر بن عیاش کے قول میں بھی تحریف کر کے لفظ رافضیت داخل کر دیا، حالانکہ ان پہ رافضیت کی تہمت کسی آئمہ نے نہیں لگائی۔ اسی طرح مزید تحریف یہ کر دی کہ امام احمد بن حنبل کے قول کو بدل کر یہ کیا کہ انہوں نے کہا کہ یہ سخت خشبی تھا کو بدل کر یہ سخت فرقہ پرست تھا ناصبی یہ تاثر دینا چاہتے ہیں کہ انہیں خشبی گروہ کے متعلق معلوم نہیں یا پھر وہ یہاں تحریف کر کے یہ تاثر دینا چاہتے ہیں کہ یہ راوی بھی ان کی طرح کوئی سخت فرقہ پرست تھے، حالانکہ ایسا سرے سے یہاں کچھ موجود ہی نہیں۔

اس کے علاوہ جن آئمہ نے انکا تذکرہ ضعفاء کی کتب میں کیا ہے انہوں نے انہی کے اقوال کے پیش نظر کیا ہے جو ہم نے ذکر کر کے انکا جواب لکھ دیا اور ساتھ میں ان آئمہ نے ان پہ تحسین و توثیق کے اقوال بھی اسی جگہ نقل کیے ہوئے ہیں، لہٰذا یہ چیز بھی مرجوح ہوئی۔

لہٰذا ثابت ہوا کہ فطر بن خلیفہ پہ ضعف کے اقوال مرجوح ہیں، جمہور اور کبیر آئمہ کے نزدیک یہ ثقہ صدوق ہیں، ان پہ رافضیت کی تہمت لگانا کذب اور جھوٹ ہے، کسی راوی کا شیعہ ہونا کوئی جرح نہیں ہے اور نہ ہی یہ کوئی عیب ہے اور نہ ہی اس وجہ سے روایت پہ کوئی ضعف آتا ہے، مزید یہ ثابت ہوتا ہے کہ ان کی احادیث صالح ہوتی ہیں اور ان پہ منکر کی تہمت لگانا جھوٹ کے سوا کچھ بھی نہیں۔

اور یہ بھی ثابت ہوا کہ نواصب کا یہ دعویٰ کہ اس راوی نے یہ روایت گھڑی ہے، خود من گھڑت ہے اور یہ دعویٰ کرنے والا خود کذاب اور دجال ہے۔

اس روایت کے متن پہ اعتراض:

نواصب نے ایک اعتراض یہ بھی کیا کہ اس روایت کے متن میں فطر بن خلیفہ نے تدلیس کی ہے اور انبیاء کرام سلام اللہ علیہم اجمعین کے مقام تک کا خیال نہیں رکھا۔

یہ بھی جھوٹ ہے کہ اس روایت کے متن میں تدلیس ہوئی ہے، نواصب نے اس کی کوئی دلیل پیش نہیں کی، بلکہ ایک جھوٹا دعویٰ کر دیا ہے، کیونکہ اگر اس راوی نے خود تدلیس کی ہے تو یہ جھوٹا ہے کیونکہ یہ سماع کی تصریح سے روایت کر رہا ہے اور متن میں تدلیس کر کے جھوٹ بول رہا ہے، جب کہ ایسا نہیں ہے، ہم اوپر اس راوی کے سچے اور ثقہ صالح ہونے کی گواہیاں نقل کر چکے ہیں، امام یحییٰ بن سعید القطان جیسے متشدد ترین ناقد امام ان سے عمدہ طور پہ راضی تھے اور ان سے احادیث بیان کیا کرتے تھے۔ یہ الزام لگانے کی وجہ ایک اور الزام ہے اور وہ ہے

آخری الزام جو بریلوی اور ناصبی لگاتے ہیں وہ توہین کا ہی لگاتے ہیں، اس راوی پہ جھوٹی تہمتوں کی بھرمار کرتے ہوئے نواصب اس الزام کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ یہ ایسا غلو ہے کہ انبیاء کے مقام کا بھی خیال نہیں رکھا گیا۔

یہاں سوائے جاہل عقل و علم سے پیدل یا پھر منافق انسان کو ہی یہ الزام لگ سکتا ہے کہ ہر وہ انسان جسے قرآن و حدیث کو فہم ہو گا تو وہ اس کے فہم کو سمجھ جائے گا۔

یہاں یہ الزام اس وجہ سے لگایا جا رہا ہے کہ مولا علی المرتضیٰؑ کی ایک سبقت بھی اگر مخلوق میں تقسیم کی جائے تو وہ انکی بھلائی کیلیے کافی ہوگی، یہاں مخلوق (بالعموم) میں انہوں نے انبیاء کرام (بالخصوص) کو شامل کر کے یہ الزام لگانے کی کوشش کی ہے کہ یہ روایت معاذ اللہ انبیاءؑ کی گستاخی ہے اور انکے مقام کا احترام نہیں کیا گیا۔

ایسی کئی مثالیں دی جاسکتی ہیں جن میں اسی طرح کے بالعموم دلائل موجود ہیں، فلہٰذا ہم ایک قرآن مجید سے اور ایک حدیث نبوی سے پیش کرتے ہیں۔ کیا اب ان پہ بھی خود ساختہ قیاس کر کے توہین کی بات کرنی چاہیے؟ اگر نہیں تو سوچیں کہ یہ منافقانہ رویہ کیوں کر ہے؟

1۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

وَلَقَدِ اخْتَرْنٰهُمْ عَلٰى عِلْمٍ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ﴿۳۲﴾

اور ہم نے دانستہ طور پر بنی اسرائیل کو دنیا جہان والوں پر فوقیت دی۔

(سورۃ الدخان: آیت 32)

وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ يٰقَوْمِ اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ جَعَلَ فِيْكُمْ اَنْۢبِيَآءَ وَجَعَلَكُمْ مُّلُوْكًا ۖ وَّاٰتٰىكُمْ مَّا لَمْ يُؤْتِ اَحَدًا مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۲۰﴾

اور یاد کرو موسیٰ (علیہ السلام) نے اپنی قوم سے کہا، اے میری قوم کے لوگو! اللہ تعالیٰ کے اس احسان کا ذکر کرو کہ اس نے تم میں سے پیغمبر بنائے اور تمہیں بادشاہ بنا دیا اور تمہیں وہ دیا جو تمام عالم میں کسی کو نہیں دیا۔

(سورۃ المائدہ: آیت 20)

کیا کوئی ان آیات سے یہ اخذ کر سکتا ہے کہ ان آیات میں امت محمدیہ کے مقام کا خیال نہیں رکھا گیا؟ یا پھر یہ معاذ اللہ رسول اللہ ﷺ کے مقام محمدیہ کے منافی ہیں کہ اللہ نے بنی اسرائیل کو تمام جہان والوں پر فوقیت دے دی، یا پھر یہ اللہ نے بنی اسرائیل کو وہ کچھ دیا جو کسی کو نہیں دیا لہٰذا ان سے بنی اسماعیل اور امت محمدیہ بھی محروم ہو گئی؟ بھلا یہ معنی کوئی جاہل ان سے کر سکتا ہے جب کہ قرآن نے خود دوسری جگہ امت محمدیہ کو بہترین امت قرار دیا ہے! (سورۃ آل عمران: آیت 110) سوائے جہالت کے یہ کچھ نہیں۔

2۔ اسی طرح رسول اللہ ﷺ بھی فرماتے ہیں:

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "إن أولى الناس بالله من بدأهم بالسلام."

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اللہ کے نزدیک سب سے بہتر شخص وہ ہے جو سلام کرنے میں پہل کرے۔"

(سنن ابو داؤد: رقم 5197 صحیح)

کیا اب رسول اللہ ﷺ کے فرمان سے کوئی یہ معنی لے سکتا ہے کہ جو سلام کہنے میں پہل کر رہا ہے وہ سب لوگوں سے بہتر ہے تو کیا انبیاء سے بھی بہتر ہو گیا ہے؟ یہ معنی کوئی جاہل ہی لیکر یہ اعتراض کر سکتا ہے کہ انبیاء کے مقام کا خیال نہیں رکھا گیا۔

یہ باتیں عموم کے ساتھ کی گئی ہیں، اس سے مراد ہرگز یہ نہیں کہ مولا علیؑ کی سبقت کی روایت میں انبیاء کرام بھی مراد ہیں۔ یہ بیہودہ اعتراض کرنے والوں کی ناصبیت اور منافقت ہے، انکو فضائل مولا علی المرتضیٰؑ ہضم نہیں ہوئے۔

اللہ ان نواصب کو ان کے کیے کا عمدہ بدلہ عطا فرمائے۔ آمین

تحریر و تحقیق: شہزاد احمد آرائیں۔

(مولا علی المرتضیٰ کی سبقت والی روایت پہ ایک ناصبی خائن کا تعاقب)

امام محمد بن عمرو البختری الرزاز (المتوفی 339ھ) فرماتے ہیں:

حدثنا محمد بن عمرو، قال: حدثنا محمد بن عبد الملك الدقيقي، قال: حدثنا يزيد بن هارون، قال: أخبرنا فطر، قال: سمعت أبا الطفيل يقول: قال بعض أصحاب النبي صلى الله عليه وسلم: لقد كان لعلي بن أبي طالب من السوابق ما لو أن سابقة منها بين الخلائق لوسعتهم خيرا

سیدنا ابو طفیل عامر بن واثلہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے بعض صحابہ کرام کہتے ہیں کہ سیدنا علی بن ابی طالب کے پاس ایسی سبقتیں ہیں جن میں سے ایک سبقت بھی مخلوق کے درمیان تقسیم کی جائے تو وہ ان سب کی خیر کیلیے وسیع ہو جائے۔

(مجموع فيه مصنفات أبي جعفر ابن البختري: صفحہ 197 رقم 166، وسندہ صحیح)

ہم اس موقوف حدیث مبارکہ پہ دو تحاریر لکھ چکے ہیں، پچھلی تحریر میں ہم نے اسکے راوی فطر بن خلیفہ پہ کتب رجال سے تمام جرح و تعدیل کے اقوال نقل کیے تھے، اور یہ ثابت کیا تھا کہ یہ راوی ثقہ صدوق ہے، اس پہ کوئی بھی پختہ اور معتبر جرح موجود ہی نہیں ہے۔ سب سے پہلے ہم یاد دہانی کیلیے مختصراً توثیق اور جرح کرنے والے آئمہ کو الگ الگ کر کے لکھ دیتا ہوں، تا کہ یہ سمجھنے میں آسانی ہو کہ کتنے آئمہ توثیق کر رہے ہیں اور کتنے آئمہ جرح:

توثیق کرنے والے آئمہ:

1۔ امام ابن سعد: ثقہ ان شاء اللہ

(الطبقات الكبرى - ط العلمية: جلد 6 صفحہ 344 رقم 2614)

2۔ امام یحییٰ بن معین: ثقہ

(تاریخ ابن معین - روایۃ الدوری: جلد 3 صفحہ 267 رقم 1254)

3۔ امام احمد بن صالح العجلی: ثقہ حسن الحدیث

(الثقات للعجلی ت البستوی: جلد 2 صفحہ 208 رقم 1489)

4۔ امام احمد بن حنبل: ثقہ صالح الحدیث

5۔ امام یحییٰ بن سعید القطان: ثقہ

6۔ امام ابو حاتم الرازی: صالح يحيى القطان يرضاه ويحسن القول فيه ويحدث عنه

(الجرح والتعدیل لابن ابی حاتم: جلد 7 صفحہ 90 رقم 512)

7۔ امام ابن حبان: ثقہ

(الثقات لابن حبان: جلد 5 صفحہ 300)

8۔ امام ابن عدی: وهو متماسك وأرجو أنه لا بأس به، وهو ممن يكتب حديثه

(الکامل فی ضعفاء الرجال: جلد 7 صفحہ 145 رقم 1576)

9۔ امام ذہبی: الشيخ العالم المحدث الصدوق، وحديثه من قبيل الحسن، ومرة: ثقة

(دیوان الضعفاء: صفحہ 321 رقم 3395)

(سیر اعلام النبلاء - ط الرسالۃ: جلد 7 صفحہ 30 رقم 14)

10۔ امام الساجی: صدوق ثقة

11۔ امام ابو نعیم: ثقة ثبت فی الحدیث

(تہذیب التہذیب: جلد 8 صفحہ 300 رقم 550)

12۔ امام دارقطنی: ثقہ

(فتح الباری لابن حجر: جلد 1 صفحہ 435)

13۔ امام ابن حجر عسقلانی: صدوق

(تقریب التہذیب: صفحہ 448 رقم 5441)

14۔ امام ترمذی: حدیث صحیح

(جامع الترمذی: رقم 2843)

15۔ امام عبد اللہ ابن ابی داؤد: اوثق اہل کوفہ

16۔ امام ابن نمیر: حافظ کیس

(المعرفۃ والتاریخ - ت العمری - ط العراق: جلد 2 صفحہ 798)

17۔ امام نسائی: حدیث فی نفسہ صحیح

(السنن الکبری - النسائی - ط الرسالۃ: جلد 1 صفحہ 459 رقم 958)

ليس به بأس وقال في موضع آخر: ثقة. حافظ. كيس.

(تہذیب الکمال فی اسماء الرجال: جلد 23 صفحہ 312 رقم 4773)

18۔ امام ابن خزیمہ: اخرجہ احادیث فی الصحیح

(صحیح ابن خزیمہ: رقم 132، ورقم 1507، ورقم 2560)

19۔ امام ابو عوانہ: اخرجہ احادیث فی المستخرج علی شرائط امام مسلم

(مستخرج ابی عوانہ - ط الجامعۃ الاسلامیۃ: جلد 15 صفحہ 304 رقم 7729، جلد 20 صفحہ 200 رقم 11574)

20۔ امام ابو عبد اللہ الحاکم: قال حديث صحيح علي شرط شيخين. ولم يخرجاه. وقال الذهبي في التلخيص: على شرط بخاري ومسلم

(المستدرک علی الصحیحین للحاکم - ط العلمیۃ: رقم 4621)

21۔ امام ہیثمی: فطر بن خليفة وهو ثقة. وفيه كلام لا يضر

(مجمع الزوائد ومنبع الفوائد: جلد 5 صفحہ 70 رقم 8187)

22۔ امام ابو الحسن ابن القطان: ثقہ

(بیان الوہم والایہام فی کتاب الاحکام: جلد 4 صفحہ 424)

23۔ امام جمال الدین ابن المنظور: محدث

(لسان العرب: جلد 5 صفحہ 59)

24۔ امام ابن الملقن: صدوق

(البدر المنیر: 2 صفحہ 119)

25۔ امام احمد بن ابی بکر البوصیری: اسنادہ صحیح

(اتحاف الخیرۃ المہرۃ بزوائد المسانید العشرۃ: جلد 5 صفحہ 394 رقم 4903)

جرح کرنے والے آئمہ جنکو ہمارے مخالف نے دلیل بنایا ہے:

1۔ ابو اسحاق الجوزجانی: زائغ غیر ثقة

(احوال الرجال: صفحہ 95 رقم 72)

2۔ ابو بکر بن عیاش: ما تركت الرواية عن فطر. إلا بسوء مذهبه.

(الضعفاء الکبیر للعقیلی: جلد 3 صفحہ 464 رقم 1521)

3۔ احمد بن یونس: تركته عمدا، وكان يتشيع. وكنت أمر به بالكناسة في أصحاب الطعام، وكان أعرج. فأمر وأدعه مثل الكلب.

(سیر اعلام النبلاء - ط الرسالۃ: جلد 7 صفحہ 30 رقم 14)

4۔ امام دارقطنی: زائغ لم يحتج به

(سؤالات الحاکم للدارقطنی: صفحہ 264 رقم 454)

انکی جانب سے کل چار (4) کل درست جروحات تھی جس کو ہمارے مخالف نے دلیل بنا کر پچیس (25) آئمہ کرام کی عمدہ اور پختہ توثیق کو رد کر دیا۔ اب ہم موصوف کی پہلی اور دوسری تحریر میں واقعہ کذب بیانیاں اور کلابازیاں سامنے رکھتے ہیں:

ناصبی موصوف اپنی پہلی تحریر میں اس روایت کے متن پہ اعتراض کر کے کہتے ہیں:

انتباہ: بریکٹ میں شامل تمام الفاظ و جملے ناصبی موصوف کے ہیں جنہیں نقل کر رہا ہوں۔

[یہ روایت صاف صاف بتارہی ہے کہ یہ ایک رافضی کی تیار کردہ ہے!]

پھر آگے لکھتا ہے کہ:

[اس روایت کی سند میں ایک رافضی راوی فطر بن خلیفہ ہے]

موصوف یہاں فطر بن خلیفہ پہ روایت کو گھڑنے کی خود ساختہ جرح کرتے ہیں، ہم جب رد کرتے ہیں اور فطر بن خلیفہ کا دفاع کرتے ہیں تو ناصبی موصوف اپنے پہلے جھوٹ سے مکر کر فوراً کلابازی کھاتے ہوئے کہتا ہے کہ ہم نے اسکے صدوق ہونے کا انکار نہیں کیا!

اب دیمک موصوف کی عقل اور حافظہ دونوں زائل ہو چکے ہیں کہ خود اسے نہیں معلوم کہ اس نے اپنی پچھلی پوسٹ میں دعوی کیا کیا تھا۔ موصوف پہلی تحریر میں فطر بن خلیفہ پہ روایت کے گھڑنے کا الزام لگا رہا ہے، جب ہم نے اس پہ آئمہ محدثین کے حوالے سے تراجم پیش کر کے انکار کیا تو موصوف کلابازی کھاتے ہوئے اسکے صدوق ہونے کا اعتراف کر کے خود کو خود ہی کذاب ثابت کر رہا ہے۔ یاں تو موصوف نے پہلے اپنا دعوی جھوٹا بنایا تھا یاں بعد میں تقیہ کر رہا ہے۔

اسکے بعد دیمک موصوف دعوی پیش کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ فطر بن خلیفہ راوی رافضی تھا، مزید کہتا ہے کہ ایسے رافضی راوی کی روایت نہ تو اسکے مذہب میں قبول ہو گی اور نا ہی فضائل اہل بیت میں، کیونکہ یہ متن میں تدلیس کرتے ہیں اور الفاظوں کو تبدیل دیتے ہیں تا کہ اپنی نظریات قائم کر سکیں۔

اس دیمک زدہ کا دجل و فریب دیکھیں کہ اوپر موصوف اپنے سابقہ بیان سے کلابازی کھا کر فطر بن خلیفہ کو صدوق مان چکا ہے اور اب پھر سے یہ متن میں تدلیس کا الزام لگانے کے ساتھ ساتھ روایات میں تحریف کرنے کا الزام بھی لگا رہا ہے، اگر یہ سچا ہے تو پھر فطر بن خلیفہ کذاب ہوا نا کہ ثقہ و صدوق، کیونکہ ایسا راوی تو پھر کذاب ہوا کیونکہ یہ راوی سماع کی تصریح بھی کر رہا ہے اور مدلس بھی نہیں ہے اور متن بھی بدل رہا ہے تو پھر تو یہ ہوا کہ یہ کذاب ہے، کیونکہ اگر یہ سند میں کسی کو گرا رہا ہو تو ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ اس ضعیف و کذاب راوی کے الفاظ سے یہ تدلیس کر رہا ہے مگر جب خود ہی سماع کی تصریح کر دے تو پھر یہ صدوق کسطرح ہوا؟

جیسا کہ امام ذہبی (المتوفی 748ھ) مدلس راوی کی تعریف میں لکھتے ہیں:

ما رواه الرجل عن آخر، ولم يسمعه منه، أو لم يدركه. فإن صرح بالاتصال وقال: "حدثنا". فهذا كذاب

جو شخص دوسرے سے روایت کرے اور اس نے اس سے نہ سنا ہو اور نا ہی اسکا ادراک کیا ہو۔ تو اگر وہ صراحت سے اتصال کرے اور کہے "حدثنا" (اس نے ہمیں بتایا) تو وہ کذاب یعنی جھوٹا ہے۔

(الموقظۃ - ت ابی غدۃ: صفحہ 47)

اسی طرح امام ابو المظفر السمعانی (المتوفی 489ھ) لکھتے ہیں:

وأما من يدلس في المتون فهذا مطرح الحديث مجروح العدالة وهو ممن يحرف الكلم عن مواضعه وأن كان ملحقا بالكذابين ولم يقبل حديثه

اور جہاں تک متون میں تدلیس کرنے کا تعلق ہے تو یہ حدیث کو مطروح اور عدالت کو مجروح کر دیتا ہے، اور یہ ان لوگوں میں سے ہے جو کلام کو اسکی جگہ سے تحریف کر دیتے ہیں، اور وہ کذابین سے ملحق ہوتا ہے اور اسکی حدیث قبول نہیں کی جاتی۔

(قواطع الادلۃ فی الاصول: جلد 1 صفحہ 349)

لہذا معلوم ہوا کہ متن میں تدلیس کرنے والے راوی کی عدالت مجروح ہوتی ہے اور وہ کذاب ہوتا ہے،

اب یہاں یہ منافق خود جھوٹ بول رہا ہے اور اپنی باتوں کو گھما پھرا کر عوام کو بے وقوف بنا رہا ہے۔ نہ تو یہ راوی مدلس ہے کہ تدلیس کرے یا متن میں تدلیس کرے، نہ ہی کسی بھی آئمہ نے ان پہ تدلیس کی جرح کی ہے، بھلا یہ کیسے ممکن ہے کہ ایک راوی جس پہ یہ تدلیس المتن کا الزام لگا رہا ہے اور تمام کے تمام آئمہ جرح و تعدیل و آئمہ علل اس سے قطعی طور پہ جاہل رہے اور نا ہی کبھی کسی نے اسے رافضی قرار دیا ہے۔ یہ سب اسکی خود ساختہ باتیں ہیں عوام کو بے وقوف بنانے کیلیے۔ کیونکہ اگر یہ راوی متن میں تدلیس کرتا ہو تو کبھی اتنے بڑے اور اتنے کثیر آئمہ اسکو ثقہ صدوق قرار دینے کے بجائے کذاب قرار دیتے۔ جیسا کہ یہ بغض اہل بیت میں مبتلا شخص من گھڑت تہمت لگا رہا ہے۔

اسکے بعد موصوف ناصبی امام احمد بن حنبلؒ کے قول کو یہ سخت خشبی تھا کا غلط استعمال کرتا ہے۔

موصوف کی پہلی تحریر دیکھیں تو موصوف کو خشبی کی الف بے تک معلوم نہیں تھی، بلکہ اس نے تو خشبی کا ترجمہ فرقہ پرست کر دیا تھا:

[لیکن یہ انتہاء پسند فرقے سے تھا]

دوسری تحریر میں ہم سے اس خشبی کا مفہوم معلوم ہونے کے بعد یہ منافق کلابازی کھا گیا حالانکہ اس نے خشبی کا ذکر تک اپنے ترجمے میں نہیں کیا تھا۔

اب موصوف نے خشبی گروہ کو بھی رافضی قرار دینے کیلیے امام دارقطنی کا قول نقل کر دیا اور وہ بھی آدھا ادھورا قول تحریف کر کے۔ امام دارقطنی کا مکمل کلام ہم آگے نقل کرتے ہیں، اور خود امام احمد بن حنبلؒ نے خشبی کا مفہوم واضح کیا ہوا تھا اسے حجت نہیں بنایا اور انکے قول کو ترک کر کے امام دارقطنی کے قول کو آدھا نقل کر کے دلیل بنالیا؟؟

امام عبد اللہ بن احمد بن حنبلؒ اپنے والد امام احمد بن حنبلؒ سے سوال کرتے ہیں کہ:

سألت أبي عن فطر بن خليفة فقال ثقة صالح الحديث حديثه حديث رجل كيس إلا أنه يتشيع

میں نے اپنے والد سے فطر بن خلیفہ کے متعلق سوال کیا تو انہوں نے کہا کہ وہ ثقہ ہے، حدیث میں صالح ہے، انکی حدیث دانشمند شخص کی حدیث ہے، سوائے اس کے کہ وہ شیعہ ہے۔

(العلل ومعرفۃ الرجال لاحمد روایۃ ابنہ عبد اللہ: جلد 1 صفحہ 443 رقم 993)

یعنی اس کے لیے امام احمد بن حنبل کا خشبی کہنا حجت ہے مگر امام احمد بن حنبل کا اس خشبی کو شیعہ کہنا حجت نہیں، واہ دوہرا معیار ہے کہ امام احمد بن حنبل کے اس راوی کو خشبی کہنے کا مفہوم امام دارقطنی سے لینا ہے؟

حالانکہ خشبی کن کو کہا جاتا تھا، آئیں ہم آئمہ کے کلام سے جاننے کی کوشش کرتے ہیں:

1۔ امام یحییٰ بن معین کا قول:

امام ابن عدی الجرجانیؒ لکھتے ہیں:

حدثنا محمد بن علي المروزي، حدثنا عثمان بن سعيد، قلت ليحيى بن معين: الحارث بن حصيرة ما حاله قال خشبي ثقة ينسبون إلى خشبة زيد بن علي لما صلب عليها

امام عثمان بن سعید الدارمیؒ نے امام یحییٰ بن معینؒ سے کہا: حارث بن حصیرہ کے کیا حالات ہیں؟ انہوں نے کہا: خشبی ثقہ ہیں، انکی نسبت امام زید بن علیؒ کے تختے کی طرف ہے جس پہ انکو مصلوب کیا گیا۔

(الکامل فی ضعفاء الرجال: جلد 2 صفحہ 452)

2۔ امام احمد بن یحییٰ البلاذریؒ (المتوفی 279ھ) لکھتے ہیں:

وكان أصحاب المختار يسمون الخشبية، لأن أكثرهم كانوا يقاتلون بالخشب. ويقال إنهم سموا الخشبية لأن الذين وجههم المختار إلى مكة لنصرة ابن الحنفية أخذوا بأيديهم الخشب الذي كان ابن الزبير جمعه ليحرق به ابن الحنفية وأصحابه فيما زعم. ويقال بل كرهوا دخول الحرم بسيوف مشهورة فدخلوه ومعهم الخشب ولم يسلوا سيوفهم من أغمادها

اور مختار کے ساتھی خشبیہ کہلاتے تھے، کیونکہ ان میں سے اکثر لکڑی سے لڑتے تھے، اور کہا جاتا ہے کہ انہیں خشبیہ اس وجہ سے کہا گیا کہ انہیں مختار نے مکہ امام محمد بن حنفیہؒ کی مدد کیلیے بھیجا تھا، انہوں نے وہ لکڑیاں اپنے ہاتھوں میں لے لی جنہیں ابن زبیر نے محمد بن حنفیہؒ اور اسکے ساتھیوں کو جلانے کیلیے جمع کیا تھا، جیسا کہ اسکا دعوی تھا۔ اور کہا جاتا ہے کہ وہ حرم میں مشہور تلواروں کو لیکر داخل ہونے کو ناپسند کرتے تھے اس لیے وہ لکڑیاں لیکر داخل ہوئے اور انہوں نے اپنی تلواروں کو انکی نیاموں سے نہیں نکالا۔

(انساب الاشراف للبلاذری: جلد 6 صفحہ 397)

3۔ امام ابن قتیبہ الدینوریؒ (المتوفی 276ھ) لکھتے ہیں:

الخشبية:

من الرافضة. كان «إبراهيم بن الأشتر» لقي «عبيد الله بن زياد» وأكثر أصحاب «إبراهيم» معهم الخشب. فسموا: الخشبية

روافض میں سے ہیں، ابراہیم بن الاشتر عبید اللہ بن زیاد کے آمنے سامنے آئے اور ابراہیم کے اکثر ساتھیوں کے پاس لکڑیاں تھی، تو انہیں الخشبیہ کا نام دیا گیا۔

(المعارف: جلد 1 صفحہ 622)

ابن قتیبہ کے رافضی کہنے کے قول سے دھوکہ نہ کھائیں، کیونکہ اس نے تو صحابی رسول اللہ ﷺ سیدنا ابو الطفیل عامر بن واثلہ رضی اللہ عنہ کو بھی غالی رافضی قرار دیا ہوا ہے:

أسماء الغالية

من الرافضة

أبو الطفيل:

صاحب راية «المختار»، وكان آخر من رأى رسول الله صلى الله عليه وسلم موتا

روافض میں غالیوں کے نام: ابو الطفیل، مختار کے علمدار، اور یہ رسول اللہ ﷺ کا دیدار کرنے والوں میں سب سے آخر میں فوت ہوئے۔

(المعارف: جلد 1 صفحہ 624)

اس سے اندازہ لگائیں کہ یہ لوگ رافضی رافضی کی جرح کرنے میں کتنے متشدد تھے کہ ان سے صحابی رسول اللہ ﷺ بھی محفوظ نہیں رہ سکے۔ خیر

4۔ امام ابن طاہر المقدسیؒ (المتوفی نحو 355ھ):

وأما الخشبية فإنهم أصحاب إبراهيم بن مالك الأشتر قتلوا عبيد الله بن زياد وكان عامة سلاحهم ذلك اليوم الخشب

اور جہاں تک خشبیہ کا تعلق ہے تو وہ ابراہیم بن مالک اشتر کے ساتھی تھے، جنہوں نے عبید اللہ بن زیاد کے خلاف قتال کیا تھا اور اس دن انکا سب سے بڑا ہتھیار لکڑیاں تھی۔

(البدء والتاریخ: جلد 5 صفحہ 133)

5۔ اسی طرح امام ابن حجر عسقلانیؒ (المتوفی 852ھ) لکھتے ہیں:

قلت كان ابن الزبير قد دعا محمد بن الحنفية إلى بيعته فأبى فحصره في الشعب وأخافه هو ومن معه مدة فبلغ ذلك المختار بن أبي عبيد وهو على الكوفة فأرسل إليه جيشا مع أبي عبد الله الجدلي إلى مكة فأخرجوا محمد بن الحنفية من محبسه وكفهم محمد عن القتال في الحرم فمن هنا أخذوا على أبي عبد الله الجدلي وعلى أبي الطفيل أيضا لأنه كان في ذلك الجيش ولا يقدح ذلك فيهما إن شاء الله تعالى

میں کہتا ہوں کہ ابن زبیر نے محمد بن حنفیہ کو بیعت کی دعوت دی تو انہوں نے انکار کر دیا اس لیے انہیں اسکے لوگوں سمیت محصور کر دیا اور انہیں اور انکے ساتھیوں کو کچھ وقت کیلیے خوفزدہ بھی کیا۔ تو اسکی خبر مختار بن ابی عبید تک پہنچی اور وہ کوفہ میں تھا تو اس نے ابی عبد اللہ الجدلی کے ساتھ ایک لشکر مکہ بھیجا، تو انہوں نے محمد بن حنفیہ کو انکی قید سے آزاد کروایا، اور محمد (بن حنفی) نے انہیں حرم میں قتال سے روک دیا، یہاں انہوں نے عبد اللہ الجدلی اور ابو الطفیلؓ سے بھی اخذ کیا کیونکہ وہ بھی اس لشکر میں شامل تھے، اور اس معاملے میں ان دونوں پہ کوئی تنقید نہیں کی جا سکتی، ان شاء اللہ تعالی۔

(تہذیب التہذیب: جلد 12 صفحہ 149)

طوالت کے پیش نظر اتنا کافی ہے!

معلوم ہوا کہ خشبیہ وہ گروہ تھا جنہوں نے سید امام حسین علیہ السلام کو شہید کرنے والے یزید ملعون کے گورنر عبید اللہ بن زیاد ملعون سے قتال کیا تھا، اور یہی وہ گروہ تھا جس نے امام محمد بن حنفیہؒ کے دفاع میں بھی خروج کیا اور انہوں نے ہی امام زید بن علیؒ کے ساتھ بھی خروج کیا اور اس گروہ میں تو صحابی رسول سیدنا ابو طفیلؓ بھی شامل تھے تو کیا وہ بھی رافضی ہو گئے؟ اور فطر بن خلیفہ جو کہ سیدنا ابو طفیلؓ کے خاص شاگرد ہیں لہذا ان پہ بھی یہ خشبی کا کلام اسی نسبت کی وجہ سے کیا گیا ہے نا کہ رفض کی بنا پہ۔ لہذا ناصبی کا یہ کہنا کہ یہ رافضی انتہا پسند گروہ تھا جو قتل و غارت کرتا تھا تو یہ ایک جھوٹ اور صریح بہتان ہے، ورنہ اسکی لپیٹ میں خود صحابی رسول ﷺ بھی آتے ہیں۔ اگر امام حسینؑ کا بدلہ لینا انتہا پسندی ہے تو پھر آئمہ اہل بیت اور انکا ساتھ دینا اور انکا دفاع کرنا انتہا پسندی ہے تو یہ ہر مسلمان کو ہونا چاہیے اور یہی ایمان کا تقاضا ہے۔ اگر فطر بن خلیفہ کو اسی نسبت کی وجہ سے انتہا پسند کہنا ہے تو پھر صحابی رسول اللہ ﷺ بھی اسی گروہ کے فرد ہیں، تو انکے انتہا پسند ہونے پہ بھی کیا یہی حکم کا اطلاق ہو گا۔

اب موصوف ملعون نے امام دارقطنی کا کلام جو آدھا نقل کیا وہ پورا ملاحظہ کریں:

امام دارقطنی لکھتے ہیں:

وأما الخشبي: فهم صنف من الرافضة. يعرف الواحد منهم بالخشبي. يُروى عن منصور بن المعتمر قال: إن كان من يحب علي بن أبي طالب يقال له خشبي فاشهدوا أني ساجة

اور جہاں تک الخشبی کا تعلق ہے تو وہ روافض کی ایک قسم ہے، ان میں سے ایک کو خشبی کے نام سے جانا جاتا ہے، منصور بن المعتمر (تابعی) سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا: اگر کوئی مولا علی بن ابی طالب سے محبت کرتا ہے تو اسے خشبی کہا جاتا ہے تو گواہ رہو کہ میں ساجہ ہوں۔

(المؤتلف والمختلف للدارقطنی: جلد 2 صفحہ 959)

معلوم ہوا کہ مولا علی المرتضیٰ سے محبت کرنے والوں کو بھی خشبی کہا جاتا تھا، امام دارقطنی نے جہاں خشبی گروہ کو روافض کی قسم بتایا وہاں ہی انکی تعریف بھی نقل کر دی کہ اگر کسی کو خشبی کہا جائے تو وہ ہمیشہ رافضی نہیں ہو سکتا بلکہ مولا علی المرتضیٰ سے محبت کرنے والا بھی ہو سکتا ہے۔ اور خود امام احمد بن حنبلؒ نے اپنے خشبی کہنے کی وضاحت خود ہی شیعہ کہہ کر کر چکے ہیں کہ یہ مولا علی المرتضیٰ سے محبت کرنے والے تھے۔

اسکے بعد یہ کذاب انسان مزید جھوٹ بولتے ہوئے کہتا ہے کہ امام احمد بن حنبلؒ نے اسے خشبی اور غالی شیعہ قرار دیکر اسکی توثیق سے سکوت کر لیا تھا، جبکہ یہ بھی سراسر جھوٹ ہے، ہم اوپر اور پچھلی تحاریر میں امام احمد بن حنبلؒ سے واضح صراحت نقل کر چکے ہیں کہ انہوں نے اسے ثقہ اور اسکو احادیث میں صالح قرار دیا ہے اور انکو صرف شیعہ کہا:

حوالہ:

(العلل ومعرفۃ الرجال لاحمد روایۃ ابنہ عبد اللہ: جلد 1 صفحہ 443 رقم 993)

(الجرح والتعدیل لابن ابی حاتم: جلد 7 صفحہ 90 رقم 512)

پھر اسکے بعد ناصبی موصوف انہیں غالی شیعہ ثابت کرنے کیلیے امام ابن عدی سے احمد بن حمید کا سوال پیش کیا، ہم یہ کہتے ہیں کہ اس غالی شیعہ کے قول کو نقل کرنے والے احمد بن حمید کا تفرد ہے اور امام احمد بن حنبلؒ کے صاحبزادے کے ہوتے ہوئے انکا منفرد ہو کر غالی قول کو نقل کرنا محل نظر ہے۔ جیسا کہ امام خطیب البغدادیؒ انکا ترجمہ قائم کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

أحمد بن حميد أبو طالب المشكاني، صاحب أبي عبد الله أحمد بن حنبل

روى عنه: أحمد مسائل تفرد بها، وكان أحمد يكرمه ويعظمه. حدث عنه أبو محمد فوران. وغيره

احمد بن حمید ابو طالب المشکانی، ابو عبد اللہ احمد بن حنبلؒ کے ساتھی۔

یہ احمد بن حنبلؒ سے مسائل روایت کرتے ہیں جن میں انکا تفرد ہے، اور امام احمد بن حنبلؒ انکی تعظیم و تکریم کرتے تھے، ان سے ابو محمد فوران وغیرہ روایت کرتے ہیں۔

(تاریخ بغداد ت بشار: جلد 5 صفحہ 198 رقم 2061)

لہذا یہ بھی انکی خطا ہے، اور اپنے سے قوی راوی عبد اللہ بن احمد بن حنبلؒ کے مقابلے میں یہ چیز محل نظر ہے۔

ویسے بھی غالی شیعہ اور رافضی ہونے میں زمین آسمان کا فرق ہے۔

جیسا کہ امام شمس الدین الذہبی لکھتے ہیں:

فلقائل أن يقول: كيف ساغ توثيق مبتدع وحد الثقة العدالة والإتقان؟ فكيف يكون عدلا من هو صاحب بدعة؟ وجوابه أن البدعة على ضربين: فبدعة صغرى كغلو التشيع، أو كالتشيع بلا غلو ولا تحرف، فهذا كثير في التابعين وتابعيهم مع الدين والورع والصدق.

فلو رد حديث هؤلاء لذهب جملة من الآثار النبوية، وهذه مفسدة بينة

کوئی کہنے والا یہ کہے کہ کسی بدعتی کی توثیق کسطرح کی جاسکتی ہے جبکہ وہ ثقاہت، عدالت اور اتقان متعد ہو؟ اور وہ کس طرح عادل ہو سکتا ہے جو بدعت کا مالک ہے؟

اسکا جواب یہ ہے کہ بدعت دو طرح کی ہے: (1) بدعت صغریٰ: جیسے کہ تشیع میں غلو، اور تشیع بغیر غلو کے اور بغیر تحریف کے، تو یہ کثیر تابعین اور تبع تابعین میں موجود تھی باوجود اس کے کہ وہ دیندار، پرہیزگار اور سچے تھے، اگر ان لوگوں کی احادیث کو رد کر دیا جائے تو تمام آثار نبوت سے ہاتھ دھونے پڑ جائیں گے اور یہ واضح فساد ہے۔

(میزان الاعتدال: جلد 1 صفحہ 5)

اسکے بعد امام ذہبی بدعت کبری میں رفض اور رفض میں غلو دونو کو الگ کر کے بیان کرتے ہیں۔ طوالت کے پیش نظر ہم اسی پہ اکتفا کرتے ہیں کہ امام ذہبی کے نزدیک بھی کوئی شیعہ یا غالی شیعہ ہونا کوئی قباحت والی بات نہیں ہے۔ بلکہ تابعین اور تبع تابعین کی کثیر تعداد اسی مذہب پہ تھی، جیسا کہ امام ذہبی نے اعتراف کیا ہے اور انکی احادیث کو رد کرنا تمام احادیث کو رد کرنے کے مترادف ہے، اور انکی احادیث کو رد کرنا خود گمراہی اور فساد ہی ہے۔

موصوف نے امام ذہبیؒ کے ایک قول سے جو دلیل پکڑ کر ہمارا راستہ بند کرنے کی کوشش کی تھی ہم نے اس منافق انسان کا رد خود امام ذہبی سے اصول نقل کر کے کر دیا ہے، امید ہے کہ اس کے بعد اس منافق انسان کی تکلیف کچھ کم ہو گی۔

اسکے بعد وہ موصوف امام دارقطنیؒ کے کلام کو لیکر واویلا کرتے ہیں، اس جاہل مطلق انسان کو زائغ کا معنی تک معلوم نہیں تھا، اپنی پہلی تحریر میں زائغ کے لفظ کا ترجمہ تک نہ کر سکا تھا اور اس دوسری تحریر میں ہم سے سیکھ کر ہم پہ ہی بھونک رہا ہے۔ سب سے پہلی بات تو یہ کہ امام دارقطنیؒ سے ایک قول جہاں زائغ لا یحتج بہ کا قول موجود ہے، وہاں دوسری طرف امام دارقطنی نے اسے ثقہ بھی کہا، اور امام دارقطنیؒ کے ثقہ کہنے کا قول امام ابن حجر عسقلانیؒ نے فتح الباری کے مقدمہ میں قبول کیا ہے:

(فتح الباری لابن حجر: جلد 1 صفحہ 435)

لہذا ہم نے جو پچھلی تحریر میں امام دارقطنیؒ کا فطر بن خلیفہ کو بخاری و مسلم کے رجال کی کتاب میں ترجمہ ذکر کیا تھا تو یہ ہماری اس بات کو تقویت دیتی ہے، کہ امام دارقطنیؒ کے نزدیک یہ راوی ثقہ ہے۔ مزید یہ کہ امام دارقطنیؒ کے علاوہ دیگر آئمہ نے بھی اس راوی کو امام بخاری و مسلم کی شرط کا قرار دیا ہے۔ جنکا ذکر اور حوالہ ہم اوپر نقل کر چکے ہیں، لہذا یہ راگ مخالفین کو کوئی فائدہ نہیں دیتا کہ امام بخاری نے اس سے متابعت میں روایت لی ہے۔

اسکے بعد یہ ناصبی موصوف ہم پہ علم الحدیث کے کورے ہونے کی تہمت لگا رہا ہے جب کہ آپ پچھلی اور اس تحریر میں خود اس کی کلابازیاں اور اسکی تحریفات اور کذب بیانیوں سے اسکے خود کے علم کا اندازہ بآسانی لگا سکتے ہیں۔

موصوف پھر فضول میں ابو بکر بن عیاش کی اس راوی پہ سوء مذہب کی جرح کے متعلق سوء مذہب کا تعین دیگر آئمہ کے اقوال سے کرتا ہے، ان ناصبی موصوف کو چاہیے تھا کہ دیگر آئمہ سے ابو بکر بن عیاش کے اس راوی کے متعلق سوء مذہب کے قول کا تعین کرتے کہ یہاں انکی یہ مراد ہے۔ تحریف کرتے کرتے خود ابلیس اور ہم اسکو آئمہ کی طرف منسوب کر دیں۔ منافقت ہو تو ایسی ہو۔

اسکے بعد یہ موصوف پھر احمد بن یونس کے قول سے اسکو رافضی ثابت کرنے کی ناکام کوشش کرتے ہیں، اپنی پہلی تحریر میں یہ موصوف احمد بن یونس کے قول کو اس کا رفض ثابت کرنے کیلیے دلیل بناتے ہیں اور دوسری تحریر میں موصوف واضح صریح قول کہ احمد بن یونس نے انکو شیعیت کی بنا پہ ترک کیا تھا پہ کذب بیانی کرتے ہوئے کہتا ہے کہ کوئی جاہل ہی رمی بالتشیع کا اس قول کو معلول کرے گا۔

اگر یہ جاہل پن ہے تو امام احمد بن یونس خود جاہل جو صراحت کر رہے کہ انکے نزدیک یہ شیعہ ہے اس وجہ سے انہوں نے اسے ترک کیا۔

وقال أحمد بن يونس: تركته عمدا، وكان يتشيع۔۔۔۔۔ الخ

احمد بن یونس کہتے ہیں کہ میں نے انہیں جان بوجھ کر ترک کیا، اور ان میں تشیع تھا۔

(سیر اعلام النبلاء - ط الرسالۃ: جلد 7 صفحہ 30 رقم 14)

لہذا احمد بن یونس خود اس بات کی وضاحت کرتے ہیں کہ انہوں نے اسے جان بوجھ کر کس وجہ سے ترک کیا اور انکی وجہ تشیع تھی، جسکا اقرار انہوں نے خود کیا ہے۔

اسکے بعد یہ ناصبی موصوف کہتے ہیں کہ احمد بن یونس انکو ابو بکر بن عیاش سے ملاتے ہیں اور جان بوجھ کر ترک کرتے ہیں تو اسکا سبب وہی ہے جو ابو بکر بن عیاش نے بیان کیا ہے۔

ابو بکر بن عیاش نے تو انکے برے مذہب کی وجہ سے ترک کیا تھا، اس برا مذہب کیا تھا اسکا انہوں نے کوئی ذکر نہیں کیا، جبکہ احمد بن یونس خود اپنے ترک کی وضاحت کرتے ہیں انہوں نے تشیع کی وجہ سے ترک کیا۔

اب جو کہ ناصبی موصوف کے نزدیک ابو بکر بن عیاش اور احمد بن یونس کا ترک کا سبب ایک ہی ہے تو احمد بن یونس کے قول کے مطابق پھر فطر بن خلیفہ کو ان دونوں کی جانب سے شیعیت کی وجہ سے ترک کیا گیا ہے۔ ناصبی موصوف خود اپنی تاویل میں الٹا پھنس گیا ہے، تحریف کر کے ادھورا قول نقل کرنے کا یہی نتیجہ ہوتا ہے۔

اسکے بعد یہ دیمک زدہ شخص ہم پہ تہمت لگاتے ہوئے کہتا ہے کہ ہم نے صرف تضعیف کے اقوال نقل کیے اور توثیق کے اقوال چھپالیے، جب کہ ہم خود اپنی تحریر میں اس بات کو بالکل واضح بیان کر چکے ہیں کہ بعض آئمہ نے اسکی معمولی سی توثیق بھی کی ہے جو اسے فائدہ نہیں دیتی اور وہ مرجوح ہے، راجح اسکا ضعیف ہونا ہی ہے۔ اس خائن نے ہماری بات کو چھپا کر ہم پہ تہمت لگا دی۔

خیر سب سے پہلے تو موصوف نے اس پہ جو توثیق کا قول نقل کیا وہ امام ذہبیؒ کا لین کا قول نقل کیا، جبکہ خود امام ذہبیؒ اسے دوسری جگہ ضعفاء میں درج کرتے ہیں، اور ادھر ادھر بھاگم بھاگ خیانتیں کرنے کے بجائے یہ موصوف اسی جگہ رہ کر بات کریں تو امام ذہبیؒ کا درست حکم بھی معلوم ہو جائے گا:

امام الذہبی قطبہ بن العلاء کو ایک جگہ لین قرار دیتے ہیں:

(المقتنى في سرد الكنى: جلد 1 صفحہ 279 رقم 2718)

دوسری جگہ امام ذہبیؒ اسے ضعفاء میں درج کرتے ہیں اور صرف ضعف کے اقوال سے حجت پکڑتے ہیں:

(دیوان الضعفاء: صفحہ 327 رقم 3448)

ایک اور مرتبہ بھی امام ذہبیؒ اسی طرح ضعف کے اقوال سے حجت پکڑتے ہوئے اسے ضعفاء میں درج کرتے ہیں:

قطبة بن العلاء بن المنهال الغنوي عن الثوري ضعفه النسائي وقال أبو حاتم لا يحتج به

قطبہ بن العلاء بن المنہال الغنوی، ثوری سے روایت کرتے ہیں، انہیں امام نسائیؒ نے ضعیف قرار دیا اور امام ابو حاتم الرازیؒ نے کہا کہ اس سے احتجاج نہیں کیا جائے گا۔

(المغنی فی الضعفاء: جلد 2 صفحہ 525 رقم 5052)

اور قطبہ بن العلاء سے جسطرح کا قول یہ خائن لیے پھرتا ہے اسی طرح کا قول ایک اور مروی ہے: ملاحظہ کریں:

امام شمس الدین الذہبی لکھتے ہیں:

فضيل بن عياض الزاهد، شيخ الحرم وأحد الأثبات، مجمع على ثقته وجلالته، ولا عبرة بما رواه أحمد بن أبي خيثمة، قال: سمعت قطبة بن العلاء يقول: تركت حديث فضيل بن عياض، لأنه روى أحاديث أزرى فيها على عثمان رضي الله عنه.

فمن قطبة؟ وما قطبة حتى يجرح، وهو هالك.

روى الفضيل رحمه الله ما سمع فكان ماذا؟ فالفضيل من مشايخ الإسلام والسلام.

مات سنة سبع وثمانين ومائة

فضیل بن عیاض الزاہد، حرم کے شیخ اور ثقہ راویوں میں سے ایک ہیں، انکی جلالت اور ثقاہت پہ اجماع ہے۔

اور انکے متعلق احمد بن ابی خیثمہ کی روایت معتبر نہیں ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ میں نے قطبہ بن العلاء کو یہ کہتے ہوئے سنا: میں نے فضیل بن عیاض کی احادیث کو ترک کر دیا کیونکہ اس نے ایسی احادیث روایت کی ہیں جن میں سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی تنقیص شامل ہے۔

تو اس میں قطبہ ہے، اور قطبہ حتی کہ وہ مجروح ہے اور وہ مہلک ہے۔

فضیل رحمہ اللہ نے جو سنا وہ روایت کر دیا، تو کیا وہ ایسے تھے؟ بلکہ فضیل تو اسلام کے مشائخ میں سے ایک شیخ تھے۔

انکی وفات سن ایک سو ستاسی ہجری میں ہوئی ہے۔

(میزان الاعتدال: جلد 3 صفحہ 361 رقم 6768)

معلوم ہوا کہ امام ذہبیؒ کے نزدیک یہ قطبہ بن العلاء، خود مجروح اور مہلک راوی ہے کہ ان آئمہ اور رواۃ جنکی ثقاہت پہ اجماع ہے ان پہ یہ جھوٹی تہمتیں لگاتا تھا، اور یہی تہمت جو اس نے اجماع ثقہ متقن شیخ الاسلام پہ لگائی، بالکل وہی تہمت اس خبیث نے فطر بن خلیفہ رحمہ اللہ پہ بھی لگا دی۔

اس قسم کے رواۃ کی جرح کو یہ ناصب اپنے ماتھے پہ سجا کر خود کو محدث، عالم اور رجال کے حافظ کہتے پھرتے ہیں۔

اسکے بعد موصوف امام ابن ابی حاتم سے امام ابو حاتم الرازیؒ کا قول نقل کرتا ہے کہ انکے نزدیک اس میں خیر کے سوا کچھ نہیں، جبکہ امام ابو حاتم الرازیؒ سے یہ قول بھی مروی ہے کہ اس سے احتجاج نہیں کیا جائے گا، جسکا حوالہ اوپر گزر چکا۔ لہذا یہ بھی اس ناصبی کی ایک جھوٹی تہمت ہے، ساتھ ہی اس منافق کی خیانت بھی ملاحظہ کریں:

قال شيخ يكتب حديثه ولا يحتج به

انہوں نے کہا یہ شیخ ہے، اسکی حدیث کو لکھا جائے گا اور اس سے حجت نہیں لی جائے گی۔

یہاں موصوف ناصبی ترجمہ میں خیانت کرتے ہوئے شیخ کے آگے صدوق کا اضافہ کر دیتا ہے۔ موصوف کو شاید تعدیل کے اقوال کی کچھ کمی ہو گی تو اس نے اس طرح تحریفات کو مزید لولا لنگڑا سہارا دینا شروع کر دیا۔

اسکے بعد موصوف جوزجانی کی جرح کو منفرد قرار نہیں دیتا، جبکہ وہ منفرد ہی ہے، اسکے علاوہ کسی نے بھی اسے غیر ثقہ قرار نہیں دیا، مزید اس خائن کی خباثت ملاحظہ کریں کہ ہم نے جب امام ابن حجر عسقلانیؒ سے جوزجانی کو ناصبی ثابت کیا تو موصوف کو یہ بات ہضم نہیں ہوئی اور وہ جوزجانی کی جرح کے دفاع میں کوشش کرنے لگا، جبکہ ناصبی جوزجانی کی جرح تو آئمہ کے نزدیک بھی مقبول نہیں ہے، یہ بریلوی کہلانے والا اپنے ہی علماء کی بات کو رد کر رہا ہے، جوزجانی کا ناصبی ہونا اور اسکا اہل بیت سے بغض رکھنا مشہور ہے۔ اور جوزجانی جیسے ناصبی کی جرح کو اہل بیت سے محبت کرنے والے راویوں پہ قبول کرنا یہ انصاف نہیں۔ ترو مزور کے جو مرضی بنوا لو ان بریلوی نواصب کا۔

جوزجانی کے دفاع میں اس نے کوئی دلیل پیش نہیں کی بلکہ اپنی منافقت کا کھل کر اظہار کیا ہے۔

اسکے بعد یہ ناصبی امام ابن عدیؒ کے کلام کو لیکر کلابازی کرتا ہے اور کہتا ہے کہ امام ابن عدی کا منہج نہیں ہے بلکہ انہوں نے اسکی روایات کو صرف متابعت میں لینے کا ذکر کیا ہے، نفی کی نفی ہی انکی مراد ہے ضعفاء میں لکھنے کی ہے تو یہ اسکا جھوٹ ہے:

امام ابن عدی نے اس پہ کوئی بھی جرح پیش نہیں کی، بلکہ یہ ایک دوسرے کسی راوی پہ کلام کا اطلاق کر کے اسکو حجت بنا رہا ہے، یہ ناصبی بندر کی اولاد کی طرح ادھر سے ادھر اور ادھر سے ادھر چھلانگے لگانے میں بڑا ماہر ہے، اگر اسطرح سے آئمہ کے مناہج کا علم ہو جاتا تو پھر تو ہر کوئی اپنی مرضی سے آئمہ کے مناہج پہ قیاس آرائیاں کر کے ادھر ادھر کی ایک ایک پیس پکڑ کر اسکو ہر جگہ لا کر جوڑ دیتا اور منہج قرار دے دیتا۔

امام ابن عدی کا قول ایک بار پھر ملاحظہ کریں:

وفطر بن خليفة له أحاديث صالحة عند الكوفيين يروونها عنه في فضائل علي وغيره. وهو متماسك وأرجو أنه لا بأس به. وهو ممن يكتب حديثه

اور فطر بن خلیفہ، اس کے پاس صالح احادیث ہیں اہل کوفہ کے پاس جنہیں انہوں نے فضائل سیدنا مولا علیؓ وغیرہ میں روایت کی ہیں، اور یہ مضبوط ہیں، اور میں امید کرتا ہوں کہ ان میں کوئی حرج نہیں ہے، اور یہ ان لوگوں میں سے ہیں جنکی احادیث لکھی جاتی ہیں۔

(الکامل فی ضعفاء الرجال: جلد 7 صفحہ 145 رقم 1576)

یہاں جب امام ابن عدی اسکی احادیث کو مولا علیؓ وغیرہ کے فضائل میں صالح قرار دے رہے ہیں، اور یہ بھی کہہ رہے ہیں کہ یہ مضبوط راوی ہیں، انکی روایات میں کسی قسم کا کوئی حرج نہیں اور پھر یہ بھی کہ یہ ان راویوں میں سے ہیں جنکی احادیث لکھی جانی چاہیے، تو صاف واضح ہو جاتا ہے کہ امام ابن عدی کے نزدیک یہ راوی ثقہ ہے، اور اسکی روایات لکھنے سے مراد یہاں ضعفاء کی روایات کی طرح متابعت نہیں ہے۔ لہذا یہ سیاق اسکی وضاحت کر رہا ہے۔ لہذا سیاق کو جھٹلا کر اپنا الو سیدھا کرنا خیانت ہے۔

جو دلائل ان موصوف نے دیے ہیں وہاں امام ابن عدی نے خود سیاق میں وضاحت کر رہے ہیں کہ انکی روایات لکھی جائیں گی مگر ضعفاء میں۔ اسکے الٹ فطر بن خلیفہ کے متعلق کہتے ہیں کہ یہ متماسک یعنی مضبوط راوی ہیں، تو انہوں نے خود ہی بیان کر دیا کہ اسکی روایات کس جگہ لکھی جائیں گی۔

یہاں یہ مراد لینا کہ انکے نزدیک یہ فطر بن خلیفہ ضعیف ہے، انکی روایات متابعت میں لی جائیں گی یہ سراسر جھوٹ ہے، مخالف نے جتنے دلائل بنائے ہیں ان میں کوئی ایک پہ بھی منہج یا دلالت نہیں ہے کیونکہ انکے سیاق میں خود امام ابن عدی نے انکے متعلق تفرد کی خود وضاحت کی ہوئی ہے۔ انکے لیے متماسک کا لفظ استعمال نہیں کیا۔ یہ اس ناصبی کی خیانت ہے کہ ادھر ادھر سے چھلانگے لگا کر اپنا الو سیدھا کرنے کی ناکام کوشش کر رہا ہے۔

اسکے بعد یہ ناصبی امام ابن حجر عسقلانیؒ کے قول کو غلط استعمال کرتا ہے، وہاں امام ابن حجر عسقلانیؒ کی مراد یہاں ان غالی روافض سے ہے جو بدعت مکفرہ کے مرتکب ہوئے ہیں، امام ابن حجر عسقلانیؒ دیگر کئی جگہوں اپنی تحاریر سے اس چیز کو واضح کرتے ہیں۔ مثلاً:

امام ابن حجر عسقلانیؒ لکھتے ہیں:

ثم البدعة: وهي السبب التاسع من أسباب الطعن في الراوي: وهي

1 إما أن تكون بمكفر

كأن يعتقد ما يستلزم الكفر.

2 أو بمفسق.

فالأول: لا يقبل صاحبها الجمهور.

وقيل: يقبل مطلقا.

وقيل: إن كان لا يعتقد حل الكذب لنصرة مقالته قبل.

والتحقيق: أنه لا يرد كل مكفر ببدعة؛ لأن كل طائفة تدعي أن مخالفيها مبتدعة، وقد تبالغ فتكفر مخالفيها، فلو أخذ ذلك على الإطلاق لاستلزم تكفير جميع الطوائف.

فالمعتمد أن الذي ترد روايته من أنكر أمرا متواترا من الشرع معلوما من الدين بالضرورة، وكذا من اعتقد عكسه. فأما من لم يكن بهذه الصفة وانضم إلى ذلك ضبطه لما يرويه، مع ورعه وتقواه، فلا مانع من قبوله

پھر بدعت: یہ راوی پہ طعن کی نویں وجہ ہے، اور وہ یہ کہ:

1۔ ایسی بدعت جس سے کفر لازم آتا ہے۔

2۔ ایسی بدعت جو کہ فاسق کر دے۔

پہلی قسم جو راوی کو کافر کر دیتی ہے اس پہ جمہور کا اتفاق ہے کہ اسکی روایت کو قبول نہیں کیا جائے گا اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ اسکی روایت کو قبول کر لیا جائے گا اور اگر وہ اپنے مذہب کو تقویت دینے اور پہنچانے کی غرض سے جھوٹ نہیں بولتا تو اس کی بات کو قبول کیا جائے گا۔ تحقیقی قول یہ ہے کہ ہر اس بدعتی راوی کی روایت کو ترک نہیں کیا جائے گا جسکی تکفیر اس کی بدعت کی وجہ سے لازم آتی ہے، کیونکہ ہر گروہ دوسرے کو بدعتی کہتا ہے اور معاملہ یہاں تک پہنچ جاتا ہے کہ ایک دوسرے کی تکفیر کی جاتی ہے، اور اگر علی الاطلاق اس قاعدے کو قبول کر لیا جائے تو تمام کے تمام گروہوں کی تکفیر کرنا لازم آئے گا۔ قابل اعتماد قول یہ ہے کہ جو شخص شریعت کے کسی متواتر امر دین کا منکر ہو اسکی بات رد کی جائے گی اور جو اسکے متضاد کا عقیدہ رکھے۔ اور جو ان صفات کا حامل نہ ہو اور اسکا حافظہ بھی قوی ہو تو کوئی شے مانع نہیں کہ اسکی روایات کو قبول نہ کیا جائے۔

(نزہۃ النظر فی توضیح نخبۃ الفکر - مطبعۃ الصباح: صفحہ 122، 123)

لہذا معلوم ہوا کہ امام ابن حجر عسقلانیؒ کے نزدیک صرف اس شخص کی تکفیر کی جائے گی جو کسی متواتر امر دین کا انکار کرے گا، اور جو متواتر امر دین کا انکار نہیں کرتا اسکی روایت کو ہر صورت میں قبول کیا جائے گا۔ اور یہی منہج امام ذہبیؒ سے بھی اوپر نقل کر چکے ہیں۔

امام ابن حجر عسقلانیؒ نے اپنے کلام کی اور اپنے اصول کی خود وضاحت کی ہوئی ہے، اسکو یوں استعمال کرنا ہی غلط ہے۔

امام ابن حجر عسقلانیؒ ایک اور جگہ لکھتے ہیں:

وأعلم أنه قد وقع من جماعة الطعن في جماعة بسبب اختلافهم في العقائد فينبغي التنبه لذلك وعدم الاعتداد به إلا بحق

یہ جان لو کہ ایک جماعت دوسری جماعت پہ طعن کرتی ہے اسکے سبب کہ ان میں عقائد کا اختلاف ہوتا ہے لہذا یہ لازم ہے کہ ہم اس باب میں حق کو اختیار کریں۔

(فتح الباری لابن حجر: جلد 1 صفحہ 385)

لہذا معلوم ہوا کہ مختلف جماعتیں ایک دوسرے پہ عقائد کے اختلاف کی وجہ سے طعن کرتی رہتی ہیں، جس سے ان پہ کوئی جرح واقع نہیں ہوتی، اس میں حق بات کو اختیار کرتے ہوئے ان میں اعتدال کو سامنے رکھنا چاہیے اور اختلاف کی وجہ سے کیے گئے طعن کو رد کرنا چاہیے۔ اور یہی چیز ہمارے زیر بحث راوی فطر بن خلیفہ کے متعلق واقع ہوئی ہے کہ انہیں ترک کرنے والوں کا ان سے عقائد کا اختلاف تھا، امام ابن حجر عسقلانیؒ کے اصول کے تحت ان کا یہ عمل حجت نہیں، امام ابن حجر نے اس چیز کو فتح الباری کے مقدمہ میں حجت بنایا ہے۔

آخری چیز جو اس روایت کے متن پہ اعتراض کی ہے، تو اسکی عمدہ وضاحت اور مثالیں ہم اپنی پچھلی تحریر میں کر چکے ہیں۔ مگر موصوف اتنے کند ذہن واقع ہوئے ہیں کہ انکو وہ سمجھ ہی نہیں آئی۔ واقعی بریلویت اور عقل دونو ایک دوسرے کے متضاد ہیں:

موصوف نے اعتراض کرتے ہوئے کہا کہ ہماری پیش کردہ دونو آیات میں لفظ العلمین مشترک ہے:

پہلی آیت:

وَلَقَدِ اخْتَرْنٰهُمْ عَلٰى عِلْمٍ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ﴿۳۲﴾

اور ہم نے دانستہ طور پر بنی اسرائیل کو دنیا جہان والوں پر فوقیت دی۔

(سورۃ الدخان: آیت 32)

دوسری آیت:

وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ يٰقَوْمِ اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ جَعَلَ فِيْكُمْ اَنْۢبِيَآءَ وَجَعَلَكُمْ مُّلُوْكًا ۖ وَّاٰتٰىكُمْ مَّا لَمْ يُؤْتِ اَحَدًا مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۲۰﴾

اور یاد کرو موسیٰ (علیہ السلام) نے اپنی قوم سے کہا، کہ اے میری قوم کے لوگو! اللہ تعالیٰ کے اس احسان کا ذکر کرو کہ اس نے تم میں سے پیغمبر بنائے اور تمہیں بادشاہ بنا دیا اور تمہیں وہ دیا جو تمام عالم میں کسی کو نہیں دیا۔

(سورۃ المائدہ: آیت 20)

اعتراض کرتے ہوئے کہتا ہے کہ یہ صرف اس زمانے میں برتری تھی، تو اس زمانے میں بنی اسرائیل کی برتری کیا انبیاء کرام پہ تھی؟ کیونکہ یہاں کوئی تفریق نہیں کی گئی۔ موصوف کے مطابق یہ انبیاء کی تنقیص ہونی چاہیے کہ عام بنی اسرائیل کی عوام کو تمام جہان والوں پہ فوقیت دی تو اس جہان میں انبیاء بھی موجود ہونگے اور فرشتے وغیرہ بھی۔ ایسا قیاس ہی عقل کے منافی ہے جسطرح اس ناصبی کا اس موقوف حدیث پہ اعتراض عقل و علم سے عاری ہے۔ اگر مولا علی المرتضیٰ کے متعلق سے مراد ازل سے لیکر ابد تک تمام مخلوق لینی ہے تو پھر الزامی طور پہ ہمارا جواب ہے کہ اس جاہل کو چاہیے کہ یہاں بنی اسرائیل سے بھی یہی مراد لے کیونکہ وہاں بھی العلمین سے مراد ازل سے ابد تک تمام جہان والے ہیں اور ان میں انبیاء و رسل اور فرشتے سب آتے ہیں۔ جیسا کہ قرآن پاک میں ہی ہے کہ:

وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۰۷﴾

اور ہم نے آپ کو تمام جہان والوں کے لئے رحمت ہی بنا کر بھیجا ہے۔

(سورۃ الانبیاء: آیت 107)

بریلویوں کے امام اعلی حضرت احمد رضا خان کہتے ہیں:

عالم ماسوائے اللہ کو کہتے ہیں جس میں انبیاء و ملائکہ سب داخل ہیں۔

(فتاوی رضویہ، رسالہ: تجلی الیقین، ۱۴۱/۳۰)

لہذا اسی چیز پہ پھر انکو چاہیے کہ بنی اسرائیل کو بھی اسی پہ قیاس کریں اور انہیں انبیاء و رسل اور فرشتے سے بھی برتر سمجھیں۔

ایک عام بندہ بھی اس بات کو با آسانی سمجھ سکتا ہے کہ جسطرح بنی اسرائیل کو ان کے دور میں انبیاء و رسل کے علاوہ عام انسانوں پہ برتری تھی، اسی طرح صحابہ اور بعد کے لوگوں میں مولا علی المرتضیٰ کی ایک ایک سبقت و نیکی ایسی ہے کہ انہیں ان میں تقسیم کیا جائے تو وہ سب کیلیے خیر و برکت بن جائے گی۔ یہاں انبیاء و رسل تو مراد ہی نہیں ہیں کیونکہ انبیاء و رسل تو معصوم ہوتے ہیں، اور وہ صحابہ کرامؓ کے زمانے سے پہلے گزر چکے اور فرشتے بھی مراد نہیں کیونکہ فرشتوں کے ساتھ نیکی اور بدی وغیرہ کا معاملہ نہیں۔

لہذا جب یہ مان رہا ہے کہ بنی اسرائیل کے متعلق آیات ایک مخصوص مدت کیلیے ہیں تو پھر سیدنا مولا علی المرتضیٰؓ کے متعلق بھی صحابہ کا دعوی انکے مخصوص وقت میں ہے، وہ انبیاء کرام اس سے پہلے گزر چکے لہذا ان کو اس میں قیاس کرنا اس حدیث کے متن پہ اعتراض کرنا اس جاہل کی منافقت ہے۔ جو بات ہم کہنا چاہ رہے تھے وہ اس نے خود اقرار کر کے یہ بتا دیا کہ سوائے ناصبیت کے اس خبیث انسان کو اور کوئی تکلیف نہیں ہے اور اس روایت کا متن بالکل پاک ہے۔

لہذا ثابت ہوا کہ اس حدیث مبارکہ پہ نواصب خائن قسم کے اعتراضات باطل ہیں، اس کے راوی فطر بن خلیفہ پہ جروحات مردود ہیں اور وہ بالکل ثقہ اور قابل اعتماد راوی ہیں، وہ رافضیت کے الزام سے بھی پاک و صاف ہیں، اگر ان پہ رافضیت کا الزام لگانا ہے تو پھر صحابی رسول اللہ ﷺ سیدنا ابو الطفیل عامر بن واثلہؓ پہ بھی وہی الزام لگائیں کیونکہ یہ تو انکے استاد تھے اور دوسرا یہ کہ اس گروہ کے علمبردار بھی تھے جسکی طرف انکی نسبت کی گئی ہے۔ بہر حال خلاصہ کلام یہ کہ نواصب کی تحریفات، انکی کذب بیانیاں اور انکا دجل و فریب ہم نے بالکل کھول کر واضح کر دیا ہے اور اپنی حجت تمام کر دی ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں اہل بیت سے محبت کرنے والا اور انکا دفاع کرنے والا بنائے، اور ہمیں محب اہل بیت کے طور پہ موت عطا فرمائے اور اسی چیز پہ بروز قیامت کو اٹھائے۔ آمین ثم آمین۔

والسلام: شہزاد احمد آرائیں۔

(مولا علی المرتضیٰؑ کی سبقت اور حنفی امام الحاکم الحسکانیؒ)

ہم نے پہلی تحریر میں سیدنا امام مولا علی المرتضی علی السام کی سبقت والی موقوف حدیث مبارکہ کو احباب کے سامنے رکھا تھا، پھر اس ایک خائن بریلوی کے اعتراضات کا رد کیا، پھر اس دیمک زدہ بریلوی ناصبی کو تکلیف ہوئی اور اس نے اپنی بغض کا اظہار کیا تو ہم نے اسکا تعاقب کیا اور اسکا رد لکھا، اب ہم اس تحریر میں احناف کے امام سے اس حدیث مبارکہ کی تصحیح اور انکی طرف سے اسے حجت ماننے کو سامنے لا رہے ہیں، سیدنا مولا علی المرتضیٰؑ کی فضیلت سے جن منافقین کو تکلیف ہوئی ہے اور وہ کذب بیانیوں سے عوام کو گمراہ کر رہے ہیں، ان کی جہالت کا عالم یہ ہے کہ خود جن کی نسبت کو اپنے ناموں کے ساتھ لکھ کر خود کو تیس مار خان دکھانے کی ناکام کوشش کرتے ہیں بھلا انکے نام کا ہی لحاظ رکھ لیں، مگر خیر:

❂ امام عبید اللہ بن عبد اللہ بن احمد الحاکم الحسکانی الحنفیؒ (المتوفی حوالي 480ھ) باب قائم کرتے ہیں اور لکھتے ہیں:

قول بعض الصحابة رضي الله عنهم [في تفضيل علي عليه السلام]

أخبرنا محمد بن علي بن محمد المقري بقراءتي عليه من أصل سماعه [أخبرنا] محمد بن الفضل بن محمد [أخبرنا] محمد بن إسحاق بن خزيمة [أخبرنا] الحسين بن حريث أبو عمار [أخبرنا] الفضل بن موسى ، عن فطر ، عن أبي الطفيل:

عن بعض أصحاب النبي ﷺ قال لقد سبق لعلي بن أبي طالب عليه السلام من المناقب ما لو أن واحدة قسمت بين الخلق وسعهم خيرا۔

[قال الحسكاني] فضل بن موسى الشيباني من ائمة الفقهاء بمرو ، ورواه غيره عن فطر بن خليفة كذلك أيضاً . وأبو الطفيل عامر بن واثلة الليثي من الصحابة ، وهذا اسناد صحيح على شرطهم وحديثهم مخرج في الصحاح . ورواه يزيد بن هارون الواسطي وهو إمام في الحديث عن فطر في الرملة [كذا] .

مولا علی المرتضیٰؑ کی تفضیل کے متعلق بعض صحابہ کرامؓ کا قول:

سیدنا ابو طفیل رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے بعض صحابہ کرامؓ سے روایت کرتے ہیں کہ وہ کہتے ہیں کہ مولا علی المرتضیٰؑ کے مناقب میں ایسی سبقتیں ہیں جن میں ایک کو بھی مخلوق کے درمیان تقسیم کیا جائے تو وہ انکی خیر کیلی کافی ہو جائے۔

امام الحاکم الحسکانیؒ کہتے ہیں: فضل بن موسی الشیبانی روایت کرنے والے آئمہ فقہاء میں سے ہیں، اسی طرح دیگر لوگوں نے بھی فطر بن خلیفہ اسے روایت کیا ہے۔ اور ابو الطفیل عامر بن واثلہ اللیثی صحابہ کرام میں سے ہیں، اور صحاح میں تخریج کی گئی احادیث اور شرائط کے مطابق یہ اسناد صحیح ہیں۔ اور یزید بن ھارون الواسطی نے بھی اسے روایت کیا ہے اور وہ رملہ میں فطر بن خلیفہ سے روایت کرنے میں حدیث کے امام ہیں۔

(شواہد التنزیل لقواعد التفضیل: جلد 1 صفحہ 18 رقم 6، صحیح)

❂ اس سے اگلے صفحے پہ ہی امام الحاکم الحسکانیؒ اس روایت کی مزید اسناد نقل کرتے ہیں:

و [ما رواه] يزيد بن هارون ، حدثنيه أبو بكر السكري [قال : حدثنا] أبو بكر ابن المقري [وهو شيخ ثقة جليل [قال : حدثنا) أبو عمرو عبيد الله بن أحمد بن عقبة الأصبهاني [قال : حدثنا] محمد بن عبد الملك الدقيقي [قال : حدثنا] يزيد بن هارون:

[عن] فطر بن خليفة قال : سمعت أبا الطفيل يقول : كار . بعض أصحاب النبي يقول : لقد كان لعلي بن أبي طالب من السوابق ما لو أن سابقة منها قسمت بين الخلائق لأوسعتهم خيراً۔

و [رواه ايضا] محمد بن عيسى عن قطر ، وسمى الصحابي:

أخبرنيه احمد بن علي الحافظ [أخبرنا] محمد بن علي بن عاصم ، ومحمد بن الحسن بن قتيبة [أخبرنا] محمد بن عمرو الغزي [أخبرنا] محمد

بن عيسى ، عن فطر .

عن أبي الطفيل عن ابن عباس قال : لقد سبقت لعلي من السوابق ما لو قسمت [واحدة منها] بين جميع الخلائق لأوسعتهم خيراً .

ترجمہ وہی جو اوپر ہم کر چکے ہیں، صرف اسناد مختلف ہیں، امام الحاکم الحسکانیؒ لکھتے ہیں کہ محمد بن عیسی جب فطر بن خلیفہ سے روایت کرتے ہیں تو صحابی کا نام بھی لیتے ہیں، پھر آپ محمد بن عیسی کی سند سے روایت نقل کرتے ہیں تو سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ کا بھی یہی قول ملتا کہ مولا علی المرتضیٰؑ کے پاس ایسی سبقتیں ہیں جن میں سے ایک کو بھی اگر مخلوق میں تقسیم کیا جائے تو انکی بھلائی کیلیے کافی ہو جائے۔

(شواہد التنزیل لقواعد التفضیل: جلد 1 صفحہ 19و20 رقم 10و11)

ہم اپنے قارئین کیلیے امام الحاکم الحسکانی رحمہ اللہ کا تعارف پیش کرتے ہیں:

❂ امام تقی الدین ابو اسحاق ابراہیم بن محمد الصریفینیؒ (المتوفی 641ھ) نے امام عبد الغافر الفارسیؒ (المتوفی 529ھ) کی کتاب "السیاق لتاریخ نیسابور" کا انتخاب لکھتے ہیں اور اس میں انکا ترجمہ قائم کرتے ہیں کہ:

أبو القاسم الحسكاني الحذاء

عبيد الله بن عبد الله بن أحمد بن أحمد بن محمد بن حسكان أبو القاسم الحذاء الحافظ المتقن من أصحاب أبي حنيفة فاضل مسن من بيت العلم والوعظ والحديث ينسبون إلى عبد الله بن عامر بن كريز وهذا تميز من بينهم بطلب الحديث وتحصيله ومعرفته حتى خرج فيه

سمع الكثير عاليا وانتخب على الشيوخ وجمع الأبواب والكتب والطرف وتفقه على القاضي الإمام أبي العلاء

ابو القاسم الحسکانی الحذا

عبید اللہ بن عبد اللہ بن احمد بن احمد بن محمد بن حسکان ابو القاسم

الحذاء حافظ، امام ابو حنیفہ کے اصحاب میں متقن، فاضل، بزرگ، علم وعظ اور حدیث کے گھر کے تعلق رکھنے والے ہیں۔

انہیں سیدنا عبد اللہ بن عامر بن کریزؓ کی طرف بھی منسوب کیا جاتا ہے اور انہوں نے ان میں حدیث کی طلب تحصیل اور معرفت کے لحاظ سے امتیاز حاصل کیا حتی کہ ان سے تخریج بھی کی۔

انہوں نے اپنے شیوخ سے بہت سا سماع کیا اور ان سے انتخاب کیا، اور ابواب کتب اور معلومات جمع کیں۔ اور قاضی امام ابی العلاء سے فقہ سیکھی۔

(المنتخب من کتاب السیاق لتاریخ نیسابور۔ط الفکر: صفحہ 324 رقم 982)

❂ اسی طرح امام شمس الدین الذھبیؒ (المتوفی 748ھ) لکھتے ہیں:

الحسكاني:

الإمام المحدث البارع القاضي أبو القاسم؛ عبيد الله بن عبد الله ابن أحمد بن محمد بن أحمد بن محمد بن حسكان القرشي العامري النيسابوري الحنفي الحاكم . ويعرف أيضا بابن الحذاء من ذرية الأمير الذي افتتح خراسان؛ عبد الله بن عامر بن كريز .

حدث عن: جده وعن أبي الحسن العلوي وأبي عبد الله الحاكم وأبي طاهر بن محمش وعبد الله بن يوسف وابن فنجويه الدينوري وأبي الحسن بن السقا وعلي بن أحمد بن عبدان وخلق إلى أن ينزل إلى أبي سعد الكنجروذي وطبقته.

اختص بصحبة أبي بكر بن الحارث النحوي، ولازمه، وأخذ أيضا عن، الحافظ أحمد بن علي بن منجويه.

وتفقه بالقاضي صاعد بن محمد.

وصنف وجمع وعني بهذا الشأن.

لازمه الحافظ عبد الغافر بن إسماعيل وأكثر عنه وأورده في تاريخه لكني ما وجدته أرخ موته والظاهر أنه بقي إلى بعد السبعين وأربع مائة.

حدث عنه: وجيه الشحامي في مشيخته حديثا يرويه عن، عبد الله بن يوسف بن بامويه.

الحسکانی، امام، المحدث، باکمال، قاضی ابو القاسم، عبید اللہ بن عبد اللہ بن احمد بن محمد بن احمد بن محمد بن حسکان القرشی النیساپوری الحنفی الحاکم۔

اور آپ ابن الحذاء سے بھی جانے جاتے ہیں، ان امیر کی نسل سے جنہوں خراسان کو فتح کیا تھا، یعنی سیدنا عبد اللہ بن عامر بن کریزؓ۔

انہوں نے اپنے دادا، ابی الحسن العلوی، ابی عبد اللہ الحاکم، ابی طاہر بن محمش، عبد اللہ بن یوسف، ابن فنجویہ الدینوری، ابی الحسن بی السقا، علی بن احمد بن عبدان اور ایک مخلوق سے حدیث روایت کی، یہاں تک کہ ابی سعد الکنجروذی اور انکے طبقے تک اتر آئے۔

انہوں نے ابی بکر الحارث کی صحبت اختیار کی اور ان سے وابستہ رہے اور اسی طرح انہوں نے حافظ احمد بن علی بن منجویہ سے بھی علم حاصل کیا، اور فقہ قاضی صاعد بن محمد سے سیکھی۔ اور اسی سلسلے میں ان سے لکھا، جمع کیا اور معنی کیے۔

حافظ عبد الغافر بن اسماعیل اور اکثر ان سے وابستہ رہے۔ اور تاریخ الکنی میں انہیں شامل کیا، میں نت انکی تاریخ وفات کے متعلق کوئی چیز نہیں ملی، اور ظاہر ہوتا ہے کہ وہ چار سو ستر ہجری کے آس پاس تک حیات رہے۔

ان سے روایت کرتے ہیں: وجیہ الشحامی اپنے شیخ کی حدیث میں عبد اللہ بن یوسف بن بامویہ سے روایت کرتے ہیں۔

(سیر إعلام النبلاء۔ط الحدیث: جلد 13 صفحہ 418 رقم 4227)

❂ اسی طرح امام ذھبیؒ ایک جگہ آپکا ترجمہ قائم کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

الحسكاني القاضي المحدث أبو القاسم عبيد الله بن عبد الله بن أحمد بن محمد بن أحمد بن محمد بن حسكان القرشي العامري النيسابوري الحنفي الحاكم ، ويعرف بابن الحذاء الحافظ: شيخ متقن ذو عناية تامة بعلم الحديث ، وهو من ذرية الأمير عبد الله بن عامر بن كريز الذي افتتح خراسان زمن عثمان وكان معمرًا عالي الإسناد. صنف "في الأبواب" وجمع وحدث عن جده "أحمد" وعن أبي الحسن العلوي وأبي عبد الله الحاكم وأبي طاهر بن محمش وعبد الله بن يوسف الأصبهاني وأبي الحسن بن عبدان وابن فنجويه الدينوري وأبي الحسن علي بن السقاء وأبي عبد الله بن باكويه وخلق ، وينزل إلى أبي سعيد الكنجرودي ونحوه. اختص بصحبة أبي بكر بن الحارث الأصبهاني النحوي وأخذ عنه. وأخذ أيضًا عن الحافظ أحمد بن علي بن منجويه ، وتفقه على القاضي أبي العلاء صاعد بن محمد ، وما زال يسمع ويجمع ويفيد ، وقد أكثر عنه المحدث عبد الغافر بن إسماعيل الفارسي وذكره في تاريخه لكن لم أجده ذكر له وفاة. وقد توفي بعد السبعين وأربعمائة؛ ووجدت له مجلسًا يدل على تشيعه وخبرته بالحديث وهو تصحيح خبر رد الشمس لعلي رضي الله عنه وترغيم النواصب الشمس

الحسکانی القاضی المحدث ابو القاسم عبید اللہ بن عبد اللہ بن احمد بن محمد بن احمد بن محمد بن حسکان القرشی العامری النیساپوری الحنفی الحاکم۔ اور آپ ابن الحذاء کے طور پہ بھی جانے جاتے ہیں، حافظ شیخ متقن، علم الحدیث کمال رکھنے والے۔ اور آپ سیدنا عثمانؓ کے دور میں خراساں کو فتح کرنے والے امیر عبد اللہ بن عامر بن کریزؓ کی ذریت سے ہیں۔ اور آپ طویل عمر اور عالی اسناد والے تھے۔ انہوں نے ابواب میں درجہ بندی کی اور جمع کیا اور احادیث لکھی اپنے دادا احمد سے، اور ابی الحسن العلوی، ابی عبد اللہ الحاکم، ابی طاہر بن محمش، عبد اللہ بن یوسف الاصبھانی، ابی الحسن بن عبدان، ابن فجویہ الدینوری، ابی الحسن علی بن السقاء، ابی عبد اللہ بن باکویہ اور ایک مخلوق سے، اور یہ ابی سعید الکنجرودی اور ان جیسوں تک آتے ہیں، انہوں نے ابی بکر الحارث الاصبہانی کی صحبت اختیار کی اور ان سے علم حاصل کیا۔ اور اسی طرح انہوں نے حافظ احمد بن علی بن منجویہ سے بھی علم حاصل کیا، اور فقہ قاضی ابی العلاء صاعد بن محمد سے سیکھی، اور وہ سنتے جمع کرتے اور استفادہ کرتے رہے۔ اور ان سے اکثر محدث عبد الغافر بن اسماعیل الفارسی روایت کرتے ہیں، انہوں نے انکاز کر تاریخ میں کیا ہے لیکن مجھے انکی وفات کا زکر نہیں ملا۔ اور انکی وفات چار سو ستر ہجری کے بعد ہوئی۔

میں نے انکی ایک مجلس پائی جو انکے تشیع اور حدیث کے علم کی طرف اشارہ کرتی ہے اور وہ مولا علی رضی اللہ عنہ کے متعلق حدیث رد الشمس کی تصحیح کرنا ہے اور نواصب کو سورج سے شرمندہ کرنا ہے۔

(تذکرۃ الحفاظ للذہبی: جلد 3 صفحہ 258)

❂ اسی طرح امام ابو عبد القادر القرشی الحنفیؒ (المتوفی 775ھ) بھی انکو حنفی قرار دیتے ہوئے احناف کے طبقات میں زکر کرتے ہیں:

عبيد الله بن عبد الله بن أحمد بن محمد بن حسكان، أبو القاسم الحذّاء

من ذرّية عبد الله بن عامر بن كريز، الحافظ المتقن، من أصحاب أبي حنيفة.

فاضل ثبت، من بيت العلم والوعظ والحديث.

وسمع، وانتخب، وجمع الأبواب والكتب والطّرق.

وتفقّه على القاضى أبي العلاء صاعد.

وحدّث عن أبيه، عن جدّه.

ويأتي ابنه محمد.

وتقدّم أبوه عبد الله بن أحمد بن محمد، وتقدّم ابنه صاعد بن عبيد الله أخو محمد

روى عنه أبو الحسن الحافظ الدّارقطنيّ

عبید اللہ بن عبد اللہ بن احمد بن محمد بن حسکان، ابو القاسم الحذاء۔

آپ سیدنا عبد اللہ بن عامر بن کریزؓ کی نسل میں سے ہیں، آپ حافظ متقن اور امام ابو حنیفہؒ کے ساتھیوں میں سے ہیں۔

آپ فاضل و ثبت ہیں، آپ علم وعظ اور حدیث کے گھر سے تعلق رکھتے ہیں۔

اور آپ نے سماع کیا، انتخاب کیا، ابواب جمع کیے، کتب اور طریق تصنیف کیے۔

اور فقہ قاضی ابی العلاء صاعد سے سیکھی۔

اور آپ اپنے والد کی سند سے اپنے دادا سے حدیث بیان کرتے ہیں اور انکا بیٹا محمد آتا ہے۔

اور انکے والد عبد اللہ بن احمد بن محمد ہیں اور انکے بیٹے صاعد بن عبید اللہ ہیں جو محمد کے بھائی ہیں۔

آپ سے ابو الحسن الحافظ الدار قطنیؒ روایت کرتے ہیں۔

(الجواہر المضیۃ فی طبقات الحنفیۃ۔ت الحلو: جلد 2 صفحہ 496 رقم 897)

❂ اسی طرح امام زین الدین ابن قطلوبغا الحنفیؒ (المتوفی 879ھ) بھی امام ذھبیؒ سے نقل کرتے ہوئے آپکو حنفی قرار دیتے ہیں، اور کہتے ہیں کہ:

ووجدت له مجلسا في تصحيح رد الشمس، وقد تكلم على رجاله كلام شيعي عارف بفن الحديث

اور میں نے انکی ایک مجلس دیکھی جس میں انہوں نے حدیث رد شمس کی تصحیح کی، اور انہوں نے اسکے رجال پہ کلام کیا ایک شیعہ کے کلام کی طرح جو حدیث کے فن میں مہارت رکھتا ہو۔

(تاج التراجم لابن قطلوبغا: صفحہ 202 رقم 157)

❂ اسی طرح ہمارے معاصرین میں بنگلادیش کے مشہور و معروف حنفی عالم حفظ الرحمن الکملائی بھی آپکو احناف کے تراجم میں زکر کر کے حنفی قرار دیتے ہیں:

(البدور المضیۃ فی تراجم الحنفیۃ: جلد 16 صفحہ 42 رقم 4595)

معلوم ہوا کہ امام عبید اللہ بن عبد اللہ الحاکم الحسکانی رحمہ اللہ احناف کے بہت بلند پایہ امام تھے، آپ علم فقہ کی مہارت کے ساتھ ساتھ علم حدیث میں بہت مہارت رکھنے والے تھے۔ آپ رحمہ اللہ نے مولا علی المرتضی علیہ السلام کی فضیلت میں وارد حدیث کو صحیح کہا اور نواصب کا رد کیا تو اس وجہ سے آپ پہ تشیع کا گمان کیا جانے لگا جو کہ درست نہیں ہے اور حقیقت کے بر خلاف ہے۔ جیسا کہ ہم اوپر آپکے تراجم نقل کر چکے ہیں۔

ہمیں یہ بھی معلوم ہوا کہ احناف کے نزدیک بھی ہماری زیر بحث مولا علی المرتضی کی سبقت والی حدیث مبارکہ صحیح و ثابت ہے۔ احناف کے آئمہ نے بھی اسے حجت بنایا ہے۔ الحمد اللہ تعالی۔

تحریر: شہزاد احمد آرائیں

اس موضوع پہ ہماری تمام تحاریر کو PDF میں حاصل کرنے کیلیے یہاں کلک کریں:

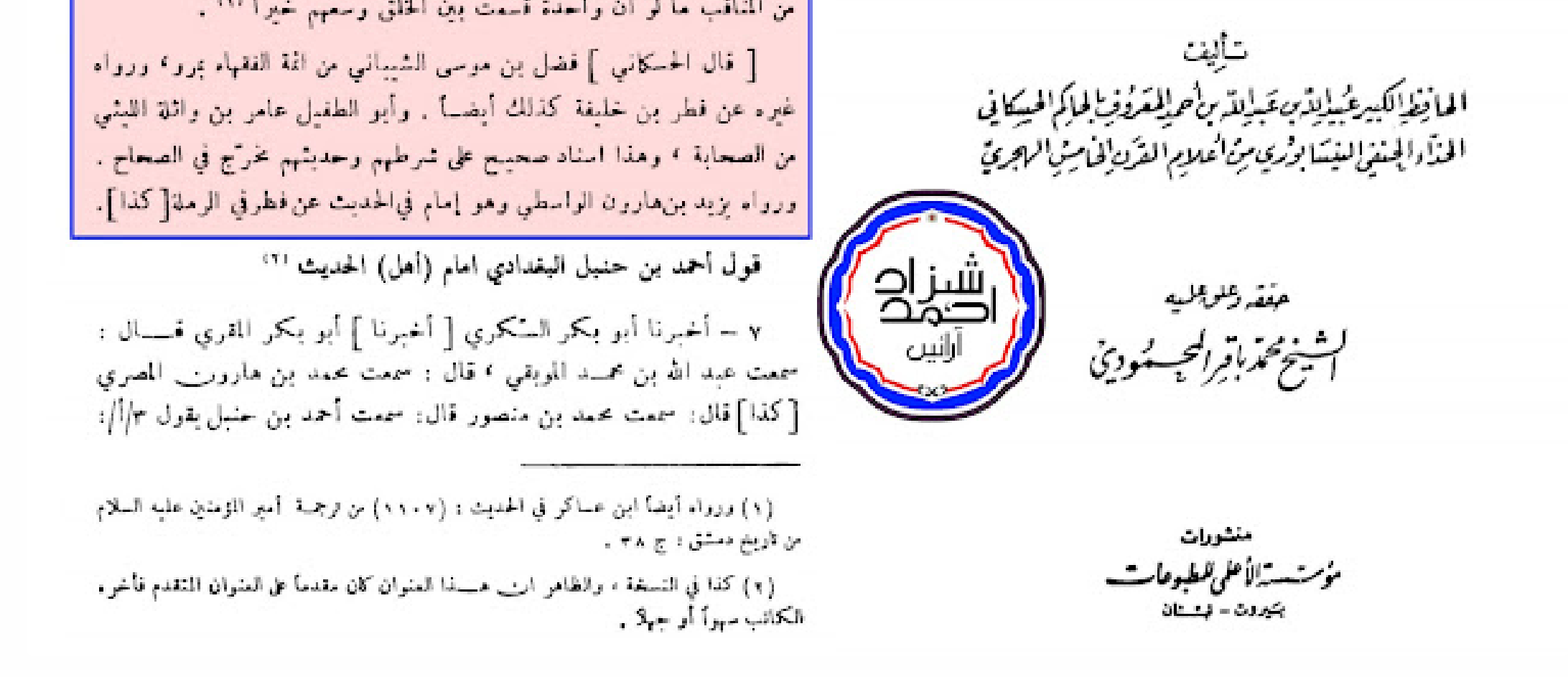

١٨ شواهد التنزيل

ومائة منقبة لم يشاركه [معه] فيها أحد من أصحاب محمد ﷺ وقد اشترك في مناقب الناس .

قول بعض الصحابة رضي الله عنهم [في تفضيل علي عليه السلام] :

٦ ـ أخبرنا محمد بن علي بن محمد المقري بقراءتي عليه من أصل سماعه [أخبرنا] محمد بن الفضل بن محمد [أخبرنا] محمد بن إسحاق بن خزيمة [أخبرنا] الحسين بن حريث أبو عمار [أخبرنا] الفضل بن موسى ، عن فطر ، عن أبي الطفيل :

عن بعض أصحاب النبي ﷺ قال لقد سبق لعلي بن أبي طالب عليه السلام من المناقب ما لو أن واحدة قسمت بين الخلق وسعهم خيراً (١) .

[قال الحسكاني] فضل بن موسى الشيباني من ائمة الفقهاء بمرو ، ورواه غيره عن فطر بن خليفة كذلك أيضاً . وأبو الطفيل عامر بن واثلة الليثي من الصحابة ، وهذا اسناد صحيح على شرطهم وحديثهم مخرّج في الصحاح . ورواه يزيد بن هارون الواسطي وهو إمام في الحديث عن فطر في الرملة [كذا] .

قول أحمد بن حنبل البغدادي امام (أهل) الحديث (٢)

٧ ـ أخبرنا أبو بكر السكري [أخبرنا] أبو بكر المقري قال : سمعت عبد الله بن محمد الموبقي ، قال : سمعت محمد بن هارون المصري [كذا] قال : سمعت محمد بن منصور قال : سمعت أحمد بن حنبل يقول ٣/أ/ :

(١) ورواه أيضاً ابن عساكر في الحديث : (١١٠٧) من ترجمة أمير المؤمنين عليه السلام من تاريخ دمشق : ج ٣٨ .

(٢) كذا في النسخة ، والظاهر ان هذا العنوان كان مقدماً على العنوان المتقدم فأخر الكاتب سهواً أو جهلاً .

شواهد التنزيل
لقواعد التفضيل
في الآيات النازلة في أهل البيت صلوات الله وسلامه عليهم

تأليف
الحافظ الكبير عبيد الله بن عبد الله بن أحمد المعروف بالحاكم الحسكاني
الحذاء الحنفي النيسابوري من أعلام القرن الخامس الهجري

حققه وعلق عليه
الشيخ محمد باقر المحمودي

منشورات
مؤسسة الأعلمي للمطبوعات
بيروت - لبنان